دیباچہ از مترجم

میں نے اس چھوٹی کتاب کا بزبان اردو اس غرض سے ترجمہ کیا ہے تاکہ ہندوستان کے وہ صاحبان اسلام جو زبان انگریزی سے ناواقف ہیں اس رسالہ کے مضامین سے واقف ہو جائیں اور ان پر واضح ہو جائے کہ ممالک مغربی میں اسلام کی عظمت و جلالت کہاں تک جلوہ افروز ہے - میں خیال کرتا ہوں کہ مذہب اسلام کا یہ ایک جدید معجزہ ہے کہ ممالک مغربی کے رہنے والوں کو جنکا مذہب مدت سے مسیحی ہے اس امر کا شوق پیدا ہوا ہے کہ مذہب اسلام کی تحقیق کیجائے اور اوسکے سچے اصول پر انصافانہ نظر ڈالی جائے - میں نے ترجمہ کرنے میں اس امر کا لحاظ رکھا ہے کہ الفاظ و عبارت سلیس با محاورہ ہوں لیکن چونکہ اصل کتاب کا لٹریچر نہایت اعلی درجہ کا ہے اور دقیق بھی ہے اسوجہ سے اگر میری عبارت میں کوئی پیچیدگی ہو گئی ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین با تمکین معاف فرمائیں گے -

اصل کتاب میں ہر باب کے شروع میں آیات قرآنی بزبان انگریزی مندرج ہیں مینے بجائے اسکے کہ ان آیات کا اردو ترجمہ کیا جائے اصل آیات عربی معہ حوالہ سورہ و پارہ لکھدی ہیں - اخیر میں مجھکو یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ رسالہ میرے دوست منشی شرف الدین احمد خان نے باجازت مصنف مجھے ترجمہ کے واسطے دیا اور میں احسانمندی کے ساتھ اپنے لائق دوست کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں - راقم خاکسار سید محمد مرتضی

فہرست مضامین

اسلام

جسکو

جناب سید محمد مرتضی صاحب کورٹ انسپکٹر ریاست رامپور نے

انگریزی کتاب موسومہ بہ اسلام ان امریکا مصنفہ مسٹر محمد الکزنڈر

رسل وب سے حسب فرمایش عالی جناب سید محمد حسن صاحب

ڈپٹی کلکٹر بدایون کے

ترجمہ کیا

اور

مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد میں منشی ابن علی مہتمم کے اہتمام سے چھپا

فروری ۱۸۹۶ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر حالات مصنفؔ

چھیالیس برس گذرے کہ الگزنڈر رسل وب بمقام ہڈسن[1] پیدا ہوا تھا اس کا باپ پچیس[25] برس تک ہڈسن ڈیلی اسٹار کا اڈیٹر و مہتمم رہا اور اوس کا بھائی اڈورڈ وب سین فرانسسکو[2] مین ایک مشہور و معروف طبیب تھا۔ الگزنڈر رسل وب نے امریکہ و نیو یارک[3] کے مدارس مین تعلیم حاصل کی۔ ابھی اسکی عمر پوری سولہ برس کی بھی نہوئی تھی کہ اس کی طبیعت مین زباندانی کا مذاق پیدا ہوگیا اور اسی اثنا مین صدہا مضامین و قصص اس نے لکھ ڈالے۔

۱۸۷۳ء مین مسٹر وب نے بمقام یونین[4] ڈائیل مسوری ریپبلکن[5] خرید کیا اور

---

[1] امریکہ مین ایک شہر ہے ۱۸۰۵ء مین اسکی بنیاد قایم ہوئی ۹۰۰۰ مردم شماری ہے۔
[2] امریکہ مین ایک شہر ہے ۱۲۰۶۶۰۰ مردم شماری ہے یہان متعدد کالج و کتب خانے ہین چنانچہ ایک کالمبیا کالج ہے جو ۱۷۵۴ء مین قایم ہوا اوسکے متعلق ایک عجائب خانہ ہے اور اوس کے کتب خانہ مین ۲۷۰۰۰ کتابین ہین۔ نیو یارک مین جو یونیورسٹی ہے اوسکی عمارت انگریزی قطع کی سنگ مرمر کی ہے اور وہان ایک طبی مدرسہ بھی ہے۔ اسٹر فری لائبریری مین ۱۴۰۰۰۰ کتابین ہین۔ متعلق بہ تجارت جو کتب خانہ ہے اوس مین ۱۱۶۰۰۰ کتابین ہین۔ سوسائٹی لائبریری مین ۶۰۵۰۰ کتابین ہین۔ ہسٹاریکل سوسائٹی یعنے جلسہ علم تاریخ مین ۹۰۰۰۵ کتابین ہین مختلف اقسام کی ۳۴ مدارس ہین۔
[3] سین فرانسسکو امریکہ کے ایک شہر کا نام ہے ۲۳۰۰۰۰ مردم شماری ہے۔ (من مترجم)
[4] ایک شہر کا نام ہے۔ [5] ایک اخبار کا نام ہے۔

تین برس تک جاری رکھا۔ چونکہ وب کو صحافت کے وسیع میدان مین تگ و دو
کرنے کا حوصلہ تھا اس سبب سے وہ سنٹ جوسف گزٹ کا اڈیٹر ہوا اور بعد اسکے
بہت سے مختلف اخبارات کے ساتھ اسکا تعلق ہوگیا۔ ستمبر ۱۸۸۷ء مین جبکہ
وب مسوری ریپبلکن کا اڈیٹر تھا پریسیڈنٹ کلیولینڈ نے اُس کو منیلا مین کانسل
مقرر کیا۔ اس زمانہ کے چھ برس قبل مسٹر وب ایک بیتابانہ اشتیاق کے
ساتھ مشرقی مذاہب و روحانی فلسفہ کی تحقیق مین مصروف تھا اور کانسل کا عہدہ
قبول کر لینے مین اوسکی یہی غرض تھی کہ اوسکو ان علوم کی تحصیل و تجربہ کا ایک اچھا
موقع مل جائیگا۔ منیلا مین ایک سال کے قیام کے بعد اسلامی مصنفین کی
تصنیفات و تالیفات اوس کے ہاتھ لگین جنکے مطالعہ نے اوسکی طبیعت مین اسلامی
طریقہ کے ساتھ محبت کا شعلہ مشتعل کر دیا اور سرکاری کامون کے بعد وہ ہمہ تن
اُن کتابون مین محو و مستغرق رہتا۔ اوس نے بدرالدین عبداللہ کر سے جو بمبئی کا
ایک مشہور و معروف مسلمان ہے مراسلت شروع کی اور اُس کے ذریعہ سے
بہت سے اور بھی عالم اور سچے مسلمانون سے واقفیت پیدا کی۔ حاجی عبداللہ

ملہ ایک اخبار کا نام ہے ۲ جزیرہ لوزن مین ایک قصبہ ہے۔ اسپین کا ویسرائے یہان رہا کرتا ہے۔ ۱۰۱۱۱ مردم شماری ہے ۱۶۴۵ء مین یہان ایک بڑا زلزلہ آیا جس سے بعض حصہ شہر کا غارت ہوگیا۔ ۱۷۶۲ء مین انگریزون نے اسپر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۶۳ء مین ایک ایسا طوفان آیا جسکے سبب سے ۴۳۰۰ مکانات منہدم ہوگئے اور ۲۵۰ آدمی ضائع ہوئے۔ (من مترجم)

موب نے جو بمبئی کا ایک دولتمند تاجر ہے منیلا مین مسٹر ویب سے ملاقات کی
اور واپسی کے بعد کلکتہ۔ بمبئی حیدرآباد۔ رنگون و برھما کے بہت سے دولتمند
مسلمانون کی ایک فہرست مرتب کی تاکہ ایک ایسا محکمہ قایم ہو جس کے ذریعہ
امریکہ مین اسلامی وعظ جاری کیا جاتے بقول مسٹر ویب کے جب اونکو اسلام
کی صحت اور راستی پر پورا اعتقاد ہو چکا تب وہ اس گروہ مین شامل ہو گئے اور
امریکہ مین دعوت اسلام کے لئے منتخب کئے گئے۔ گزشتہ ماہ جون مین مسٹر ویب
نے سرکاری نوکری سے استعفا داخل کیا اور ہندوستان و برھما کا سفر کرتے
ہوے لندن ہوکر ۱۷ فروری سنہ گزشتہ کو امریکہ مین واپس آتے۔

تمہید

باشندگانِ امریکہ سے آزادخیال والون مین بالعموم یہ خاصیت ہے کہ وہ مشرقی
مذاہب سے بنسبت اپنے آباواجداد کے زیادہ تر واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہین
اور اس صفت سے کم سے کم یہ ایک مفید نتیجہ تو ضرور پیدا ہوتا ہے کہ مذاہب کے
باطل اوہام سے جو باعثِ ناپاکی روح ہین مخلصی ہوتی ہے اور ایک ایسے بیباک
و آزادانہ تحقیق وخیال کا انکشاف ہوتا ہے جو بتدریج عقاید کی باطنی غلامی کا مہلک
خطرناک مخالف ہوتا جاتا ہے اگرچہ اس طریقہ کی نسبت کہا جاسکتا کہ یہ ایک

جدید تغیر ہے لیکن سچی انسانیت کا یہی پیرایہ ہے اور یہ امر مقابلہ پرانے طریقہ
کے بہت زیادہ قابل قدر ہے کیونکہ زمانہ سابق مین یہ دستور تھا کہ مذہبی قوانین
گو وہ فہم و ادراک کے مخالف کیون ہون جہالت کے ساتھ اعتقاد کیا جاتا تھا اور بلا تامل
ایسے رہنماؤن کی تقلید کی جاتی تھی جنکی ذات ممکن الخطا ہے اور جنکو اس امر کے
ثابت کرنے کی بھی قابلیت نہین تھی کہ اونکو مقتدی بننے کا کیا حق تھا یا جو اصول یہ
وہ تعلیم کرتے تھے اوسکا جواز اور اوسکی صداقت کہان سے حاصل کی تھی حسن اتفاق
سے ضعف عقیدت کی تاریکی روز بروز زائل ہوتی جاتی ہے اور مکروہ توہمات کی جانب
جو رجوعات تھین اونکی قوت و تاثیر باطل ہوتی جاتی ہے اور اس طبقہ کے لوگ جو بدرجہ اولی
شایستہ۔ صحیح الدماغ۔ متامل المزاج اور معقولات کے غور کرنے والے ہین ہر ایک چیز
کے واسطے دلیل چاہتے ہین اور ایسے نامعقول اصول و قواعد مذہب کے اعتقاد سے
انکار کرتے ہین جسکے ناممکن الخطا ہونے کی حجت اس سے بہتر اور کوئی نہین ہے کہ
ایک خاص علم الہی اوسکی تصدیق کرتا ہے۔

اس کتاب کا یہ خاص مقصد نہین ہے کہ کسی الہیات کے عقائد و طرق کی بربادی بیخ کنی
کیجائے اور نہ یہ غرض ہے کہ اسلام مین نئے چیلے تیار کئے جائین بلکہ یہ مطلب ہے
کہ جن عیسائیون کی زبان انگریزی ہے اونمین تحقیق کی اطمینان۔ ثابت قدم اور

نیز متعصب تر مشتعل و متحرک کی جاے تاکہ جسطرح وہ دوسرے مذہب کے طریقون کو ملاحظہ کرتے ہین اوسی نظر سے اپنے کو بھی دیکھین۔ پس اگر کوئی شخص آزادانہ خیال کے ساتھ اسپر مستقل عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اوسے چاہیے کہ اپنے کو ان تعصبات سے کلیتہً پاک کرے جنمین وہ ہمہ تن مستغرق ہو رہا ہی کیونکہ بغیر اس کے تحقیقات کا فائدہ اصلی اوس کو کچھ بھی نہ حاصل ہو گا۔ لیکن جب کہ معمولی طور پر کثرت راے کے ساتھ تفتیش و تحقیق کا محض دعوی ہی کیا جاتا ہے اور تحقیق کنندہ صرف ایسی شہادتین بہم پہنچاتا ہے جو اوسی کے مذہبی عقائد کی موید ہین اور بلا خیال دریافت حقیقت دوسرے مذاہب کا ابطال کیا جاتا ہے تو ایسی تحقیق و تلاش بجاے اس کے کہ کچھ مفید ہو بہت زیادہ مضرت رسان ہے اور ایسے تحقیق کنندہ کو چاہیے کہ یہ کام اپنی ذمہ داری مین نہ لے۔

اگر کوئی شخص پہاڑ کی بلندی سے سطح زمین کی طرف دیکھے تو موجودات ارضی کے ظاہری اجسام سے جو بجانب نشیب مدنظر ہین اوسکو کسی قسم کا دھوکھا نہو گا کیونکہ وسے معلوم ہے کہ اس بلندی سے جو انسان کا قد چھوٹا نظر آرہا ہے حقیقت مین بڑا ہی اور مکان جو مثل صندوق کے دکھائی دیتا ہے اصل مین ایک عالیشان عمارت ہے اور ریلوے ٹرین جو پہاڑون مین چیونٹی کی طرح چلتی نظر آتی ہے حقیقتاً

تیز روی سے مسافت طے کرتی ہے۔ اگرچہ کبھی اوسکو اس فن خاص کی تعلیم نہیں دی گئی لیکن تجربہ اور علم مناظر کے ذریعہ سے اوسکو کافی قابلیت حاصل ہو گئی ہے کہ وہ اشیاے بعیدہ کی جسامت کا تناسب صحت کے ساتھ اندازہ کر سکے وہ کسی کی رو سے اس نتیجہ کی حد تک نہیں پہنچتا اور نہ وہ انسان و مکان و ریلوے ٹرین کی جسامت کا اندازہ اوس اصول حکمت کے مطابق کرتا ہے جو کسی نامی گرامی حکیم کا قایم کردہ ہے بلکہ اس کو معلوم ہے کہ دیکھنے والے کی نگاہوں میں دور کی چیزیں بہ نسبت اپنی اصلی حیثیت کے چھوٹی نظر آتی ہیں۔ اوس نے انسان و مکان و ریلوے ٹرین کو نہایت قریب سے دیکھا ہے وہ اون کی جسامت سے بخوبی واقف ہے۔ مختصر یہ کہ وہ بغیر کسی اصول حکمت کے اپنی ہی دلیل پر عمل کرتا ہے اور اپنے واقعی تجربہ سے استفادہ حاصل کرتا ہے۔

لیکن جب وہی شخص کسی ایسے مذہب کی تحقیق میں مشغول ہوتا ہے جو اوس کے عہد طفولیت کی تعلیم کے مغایر ہے تب وہ ایک بالکل مختلف طریقہ اختیار کر لیتا ہے یعنی پہاڑ کی بلندی پر کھڑے ہو کر ان اشیاے بعیدہ کے اجسام کا جو نشیب میں واقع ہیں اس مناسبت سے اندازہ کرتا ہے جو اوس کے گرد و پیش موجود ہیں اس کو اس بات کے سمجھنے کی بالکل قابلیت باقی نہیں رہتی کہ جو

چیزین نشیب مین فاصلے سے واقع ہین وہ اشیای متصلہ سے کیونکر چھوٹی ہوسکتی ہین اور تب اُس کو ایسی سند کی ضرورت ہوتی ہے جسکے لکھنے والے کی نسبت ظن غالب ہوسکتا ہو کہ وہ کبھی پہاڑ کی چوٹی کے نیچے نہین اُترا ہے اور اگر کبھی نیچے آنے کا اتفاق بھی ہوا ہے تو صرف اتنی دور تک کہ پھر وہ اپنی بلندی کے مقام پر فوراً پہونچ سکے اگر اُس کو اس امر کا اندیشہ بھی ہو جائے کہ اشیاے بعیدہ کی جسامت و ماہیت کا اُس کو علم ہو جائیگا —

جسوقت سے کہ مین اپنے وطن مین واپس آیا ہون صرف یہ دیکھکر کہ عربی پیغمبر کی سوانح عمری اطوار اور ہدایات کی نسبت جو عالمگیر جہالت اوس طبقہ مین پھیلی ہوئی ہے جسکو طبقہ علما کہتے ہین حیرت زدہ نہین ہو رہا ہون بلکہ جس خود پسندی آمادگی اور مستعدی کے ساتھ یہ لوگ محمدؐ صاحب اور اسلامی طریقہ کے نسبت اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہین وہ زیادہ تر باعثِ استعجاب ہے —

بعض مضمون نگارون کی تحریر دیکھکر جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ محمدؐ صاحب اور اسلامی تاریخ سے بالکل ناواقف ہین مجھے بہت تفریح ہوئی ۔ لیکن باوجود اس قدر ناواقفیت کے کس دلیری سے وہ لوگ حملہ کرنے کو مستعد رہتے ہین —

ایک مشہور و معروف مغربی اڈیٹر نے محمدؐ صاحب کو یونانی پیغمبر بتا کر اپنے اخبار کا

نصف کا لم مہملات سے بھر دیا اور اخیر مین یہ لکھا کہ جسطرح بعض آدمیون نے
امریکہ مین بدھ مذہب جاری کرنا چاہا تھا اور اونکو ناکامی ہوئی اوسی طرح
مسٹر وب بھی ناکام رہین گے۔
مجھے افسوس ہی کہ قلت گنجایش کے سبب سے مین اسی قسم کی چند اور مہمل تمثیلیں
اس رسالہ مین درج نہین کرسکتا اور یہ جہالت ان لوگون مین پھیلی ہوئی ہے جو بڑے
واقفکار اور عالم سمجھے جاتے ہین۔
اسلام سے زیادہ کسی مذہب کی نسبت انگریزی بولنے والی قوم کو لاعلمی نہین ہے
اور یہ ناواقفیت صرف عام لوگون مین نہین ہی بلکہ وہ لوگ بھی اس طریقہ سے بالکل
نابلد ہین جو عالم متبحر خیال کئے جاتے ہین اور اس لاعلمی کی چند وجہین ہین سب سے
بڑا سبب تو یہ ہے کہ مسلمانون کو فطرتی طور پر انگریزون اور انگریزی زبان سے
نفرت رہی۔ دوسرے یہ لوگ اسلامی علوم کا انگریزی ترجمہ ناپسند کرتے رہے۔
اور تیسرا سبب یہ ہے کہ گزشتہ آٹھ یا نو صدی سے عیسائیون کو اسلام و مسلمانون
کے ساتھ سخت تعصب رہا۔
جس غلط بیانی اور غلط فہمی سے عیسائیون نے محمد صاحب کی نسبت کام لیا ایسی فاش
غلطی کسی تاریخی سلسلہ مین نہین واقع ہوئی۔ اسوقت انگریزی زبان مین کوئی تصنیف

ایسی موجود نہین ہے جس سے عرب کے الہامی پیغمبر کے حالات کا صحیح اندازہ کیا جا سکے یا یہ معلوم ہو سکے کہ جو اصول اُنھون نے تعلیم کئے وہ کس قسم کے تھے اور عملی طور پر کسی تحقیق کنندہ کے واسطے یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ وہ انگریزی تصنیفات سے کوئی قابل اعتبار واقفیت حاصل کر سکے تا وقتیکہ اوس نے کسی دوسرے ذریعہ سے اسکے متعلق آگاہی نہ پیدا کر لی ہو۔

پس اس مختصر رسالہ سے پہلا مطلب یہ ہو کہ انگریزی بولنے والی قوم کو اختصار کے ساتھ لیکن صحیح و معتبر بیان محمد صاحب کے حالات و مقاصد کے معلوم ہو جائین اور ایک مجمل خاکہ اسلامی طریقہ کا ظاہر ہو جائے۔ گزشتہ چھ ہفتون مین یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ کے مختلف حصّون سے میرے پاس بکثرت خطوط اس بارہ مین آئے کہ مذہب اسلام کے متعلق کوئی ایسی تصنیف ہونی چاہئے جس مین نہایت صداقت سے بیانات مندرج ہون۔ ان خطوط نے مجکو باور کرا دیا کہ باشندگان امریکہ سے وسیع الخیال آدمیون مین ایمانداری کے ساتھ یہ شوق پھیلا ہوا ہے کہ وہ امر حق کو معلوم کرین اور ان تحریرات نے مجھے رغبت دلائی کہ قبل کسی مبسوط تصنیف کے جو عنقریب شائع ہوگی مین اس مختصر رسالہ کی اشاعت کر دون۔ پس اگر میری کوششون کا صرف اسیقدر نتیجہ ظاہر ہو جائے کہ کاش کسی شخص کے دل مین یہ شوق پیدا ہو جائے

کرو وہ خارجی بی طور پر کلیسا کی زنجیرے اپنی کو خود ہی کر کے تعصب کی پٹی آنکھوں سے کھول کر سچائی اور ایمانداری سے اسلامی اصول کی تحقیق کرے تو گویا مجھے اپنی محنت اور وقت کا کافی صلہ مل گیا۔

مصنف ۹۔ اپریل ۱۹۳۳ء مقام نیویارک

پہلا باب

میں کیوں مسلمان ہو گیا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (سورہ احزاب ۳۳ - پارہ ومن یقنت ۲۲)

مجھ سے اکثر دریافت کیا گیا کہ میں امریکہ کا باشندہ ہو کر اور ایسے ملک میں پیدا ہو کر جہاں مسیحی عملداری ہے اور ایسے متعصب فرقہ پریسبٹرین[1] میں نشو و نما پا کر کیوں مسلمان ہو گیا اور اسلامی عقائد کو اپنی زندگی کا رہنما بنا لیا۔ اس سوال کا جواب آزاد خیال والوں کو بہت مطبوع ہو گا جو اس امر سے واقفیت کی

---

[1] ایک خاص فرقہ مسیحی کا نام ہے۔ (من مترجم)

خواہش ظاہر کرتے ہین کہ حقیقتاً اسلامی طریقہ کیا ہے - مین ایسا احمق نہین ہون
کہ اسکا یقین کرون کہ اتنے بڑے وسیع اور ترقی کرنے والے مُلک مین صرف
مجھی کو اسکی قابلیت ہے کہ عرب کے الہامی پیغمبر نے جو طریقے تعلیم کیے اون کو
سمجھ سکون اور اونکے حسن وتکمیل کی قدر کر سکون اور نہ مین یہ تسلیم کر سکتا ہون
کہ میری دماغی قوت ایسی کمزور ہے کہ مین ایسے مذہب کو حق سمجھ کر قبول کرلون
جسکو اس مُلک کا کوی بیوقوف آدمی بھی قبول نکرے لیکن جو لوگ کہ اس کو قبول
کرتے ہین آیا وہ اپنے معاصرین کے اندازہ مین عقلمند ہین یا بیوقوف اسکی بابت
مجھے پُورا بھروسہ ہے کہ کم سے کم چند اشخاص میرے تجربہ سے مستفید ہونگے -
مثل اور لڑکون کے میری سرشت ایسی نہین واقع ہوی تھی کہ مجھ مین سرگرمی سے
کسی قسم کا مذہبی میلان ہو - مین ابتدا سے زمانہ مین پُرجوش تھا لیکن میری طبیعت
مکروہ جذبات سے مبرا تھی اور مین ہر چیز کے واسطے ایک سبب چاہتا تھا مین نے اپنے
کو یہ نہین کہونگا کہ مین ایک اچھا لڑکا تھا جسطرح پیار کرنے والی ناانصاف ماؤنکی
عادت ہوتی ہے کہ وہ عمدہ تمثیلین اپنے لڑکون کی جانب منسوب کرتی ہین -
مین اتوار کے دن بمجبوری اپنے قصبہ کے مذہبی مدرسہ مین جاکر بدشوقی اور بیدلی
سے واعظ کی طویل و دقیق تقریرین سنتا تھا لیکن میری یہی خواہش رہتی تھی کہ

مین اس جگہ سے نکلکر آفتاب کی روشنی مین جاکر اس سے زیادہ تسلی بخش نصائح جو خود باریتعالٰے ہدایت فرماتا ہے سنون یعنی رنگ برنگ کے خوشنما پھولون کو جنسے آنکھون مین حرارت پہونچتی ہے مشاہدہ کرون۔ چشمون کے لہراتے ہوے پانی کی آواز جو قدرتی طور پر سریلی ہوتی ہے گوش گذار کرون اور طیور کے فرحت بخش چہچہون سے لطف سمع حاصل کرون مین بلاکسی اعتقاد کے اونکے بی عیب تخیلات کے قصے سُنتا رہا اور اونکے قایم مقام کفارہ کی مصنوعی داستان مجھپر کسی قسم کی دہشت نہین طاری ہوئی کیونکہ میرے نزدیک یہ دونون اصول مشتبہ تھے۔ البتہ کوتہ اندیش عیسائی فوراً یہ کہین گے کہ مین جسوقت پیدا ہوا اوسی وقت سے شیطان کے پنجے مین گرفتار ہوگیا۔

جب میری عمر بیس برس کی ہوئی اور مین عملی طور پر خودمختار ہوگیا تو کلیسا کی پابندی سے ایسا گھبراگیا تھا کہ مین اُس سے بھاگ نکلا اور پھر کبھی اوسکی جانب رُخ نکیا۔ کلیسا اور سنڈے[1] اسکول مین جو طریقہ مجھے سکھایا جاتا تھا لڑکپن ہی سے مین اُس جانب راغب نہین تھا اور نہ پھر اُس زمانہ مین کچھ دلچسپ معلوم ہوا جبکہ مین نے کماحقہ تحقیق کی۔

---

[1] سنڈے اسکول اُس کو کہتے ہین جہان اتوار کے دن مذہبی تعلیم دیجاتی ہے (مترجم)

علم اخلاق کے متعلق اسکے اصول مثل دیگر مذاہب کے بہت مستحسن اور پسندیدہ ہین لیکن اس کے اوہام اسکی فاش غلطیان اور اسکی ناکمل حالت بلحاظ حصول نجات - یا ارتقاع درجات اور تزکیہ خصائل انسانی میرے لئے باعث استعجاب ہین کہ کیون کوی دور اندیش - ایماندار اور ذکی الطبع آدمی اُس کو سنجیدگی سے قبول کرے - خوش قسمتی سے چونکہ میری طبیعت مین تحقیقی مادہ تھا اس لئے مین ہر چیز کے واسطے ایک معقول سبب تلاش کرتا تھا لیکن مجھے معلوم ہوگیا کہ کوئی دنیادار یا پادری اپنے عقائد کو عقلی دلائل سے نہین ثابت کر سکتا کیونکہ جب مین نے پوچھا کہ خدا تثلیث کیا ہے اور موت وحیات کیا چیز ہے تو اسکا یا تو یہ جواب دیا گیا کہ یہ اسرار ہین یا یہ کہا گیا کہ فہم بشری سے باہر ہین -

اس فضول کوشش کے بعد کہ مین مسیحی مذہب سے کوئی ایسی بات دریافت کرون جس سے مجھکو قلبی طمانیت حاصل ہوجائے اور عقل سلیم اُس کو گوارا کر لے مین اوس عقیدہ کی جانب متوجہ ہوا جس مین جسم و رُوح کو ایک شی سمجھتے ہین اور چند سال تک بالکل لامذہب رہا -

گیارہ برس کے بعد مشرقی مذاہب کی تحصیل کا مجھکو شوق ہوا اور مشرقی طلبا کے قاعدہ کے مطابق مین نے بودھ مذہب سے شروع کیا اگرچہ اس ملک مین علم

تھیاسوفی کا حاصل کرنا اُس زمانہ میں کچھ آسان نہ تھا لیکن مجھکو اس علم کی تحصیل کا
ایسا شوق ہوا کہ مین روزانہ چار اور پانچ گھنٹے تک اس مین محو رہتا اور سونے کے
ضروری وقت کا بھی کچھ حصہ اسی مین صرف کر دیتا۔ میری طبیعت مین ایک خاص
قسم کی قوت آخذہ تھی اور مذہبی تعصبات سے بالکل مبرا تھی اور امر حق کے تسلیم کرنے
کے واسطے مین تیار رہتا تھا بلا لحاظ اسکے کہ وہ کہین سے مجھے حاصل ہو سکے۔
عقدہ موت و حیات کے حل کرنے مین نہایت اشتیاق و سرگرمی سے مین مصروف
تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ دنیا کے مذہبی طریقون کو ان اسرار سے کیا تعلق ہے۔
مین اس امر کی بحث کرتا کہ اگر قبر مین جانے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہین ہوتی
تو پھر بنی آدم کو کسی مذہب کی ضرورت نہین ہے۔ کیونکہ جسطرح اکثر لوگ اس کے
دعویدار ہین کہ موت کے بعد بہ نسبت دنیاوی زندگی کے ایک اور طولانی زندگی
ہوتی ہے جسکی حالت و نوعیت اسی کرۂ ارضی کے مطابق عمل مین آتی ہے تو پھر اس امر کا
دریافت کرنا بالضرور لازم ہے کہ اس دنیا مین کس اصول و طریقہ سے زندگی بسر
کرنی چاہیئے جس سے دوسری دنیا کے واسطے نہایت اطمینان بخش نتائج پیدا ہون
اس عقیدہ پر مستحکم خیال کے ساتھ کہ جسم و روح ایک شی یعنی مادی ہین اور ایک
کی علیحدگی دوسرے سے ناممکن ہے مین نے اس علم پر نہایت تعمق سے غور کیا لیکن

معلوم ہوا کہ اس عقیدے والے بھی رُوحانی اشیا کے متعلق اوسی دریای جہالت
مین مستغرق ہین جس مین مَین چکّر کھا رہا ہون اس علم کے ذریعہ سے جسمانی
احضار گ وپتے اور بوٹیون کے نام معہ اونکے مقام اور فعل و عمل کے بخوبی
معلوم ہو سکتے ہین۔ لیکن مجھکو یہ علم اصلی تفاوت درمیان مردہ و زندہ کے
نہین بتلا سکا۔ اس علم سے مجھکو ہر درخت و پودے اور پھولون کے نام معہ اونکے
اقسام و ظاہری خواص و تاثیرات کے معلوم ہوتے لیکن یہ ادراک نہ ہوسکا کہ
درختون کی روئیدگی و بالیدگی اور پھولون کی شگفتگی کسطرح اور کسواسطے
ہوتی۔ یہ تو بخوبی متیقن ہی کہ انسان عورت سے پیدا ہوا تھوڑے عرصہ تک زندہ
رہا اور مر گیا لیکن وہ کہان سے آیا اور کہان گیا مثل ایک چیستان کے ہی جسکے
مسئلہ لاینحل ہونے مین اس علم کو اپنی تمامتر ناقابلیت کا اعتراف ہی۔
ایک ماہر علم طبیعات نے مجھسے کہا کہ ان معاملات کا تعلق کلیسا سے ہی لیکن
مین نے اس کو جواب دیا کہ کلیسا اسکے متعلق کچھ نہین جانتا اور تب اوسنے کہا کہ
اس کے متعلق نہ مین کچھ واقفیت رکھتا ہون اور نہ علم طبیعات سے کچھ معلوم
ہوسکتا ہی اور ایک مایوسی و ناکامی کے ساتھ یہ مسئلہ خارج از بحث کر دیا گیا۔
مینے مل[1]۔ لاک[2]۔ کینٹ[3]۔ ہیجل[4]۔ فیشٹ[5]۔ اور ہکزلی[6] وکم و بیش دیگر فاضل

[1] لندن مین بہت بڑا فلسفی گذرا ہی۔ پولیٹکل اکانومی اور منطق خوب جانتا تھا۔ اسکے باپ جیمس مل نے خود

فلسفیون کی تحقیقات دیکھی جنھون نے بڑی قابلیت و دانشمندی کے ساتھ مسایل پر دو تو پلازم۔ پرد تو گن اور جزو لا یتجزی کے متعلق مباحثے کیا ہین لیکن انمین سے کوئی بھی یہ نہین بتلا سکا کہ روح کیا چیز ہے اور موت کے بعد اسکی کیا حالت ہوتی ہے۔ مین نے بعض آدمیون کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اس کے متعلق کوئی شخص کچھ نہین بتلا سکتا۔ لیکن یہ ایک بہت بڑی خطای بشری ہے کیونکہ دنیا مین ایسے لوگ بہت ہین جنھون نے اس معمے کو حل کیا ہے لیکن نہ تو وہ کور باطن و سست عقیدت ہین اور نہ اُس عقیدہ والون کے مقلد ہین جو جسم و روح کو ایک شی یعنی مادّی سمجھتے ہین

خود اسکو تعلیم کیا اور کسیوقت کھیلنے کی اجازت نہین دی ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا اور علمی مسائل پوچھتا رہتا۔ ۱۸۰۶ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۷۳ء مین مرگیا۔

ٹ ایک مشہور انگریزی فلسفی تھا۔ برٹش گورنمنٹ کی ملازمت کرتا تھا۔ ایسے آن ہیومن انڈرسٹینڈنگ۔ لیٹرس آن ٹالیریشن۔ ٹریٹیز آن سول گورنمنٹ اسکی مشہور تصنیفات مین سے ہین۔ اسکی پیدایش ۱۶۳۲ء مین ہوئی اور موت ۱۷۰۴ء مین۔

ٹ پروشیا کا ایک نامی گرامی فلسفی تھا علم البدا لطبعیت خوب جانتا تھا۔ پیدایش ۱۷۲۴ء موت ۱۸۰۴ء
ٹ جرمنی کا مشہور و معروف فلسفی تھا اسکی تصنیفات کا انگریزی و فرانسیسی زبان مین ترجمہ ہوا پیدایش ۱۷۷۰ء موت ۱۸۳۱ء
ٹ جرمنی کا فلسفی تھا و انکی یونیورسٹی مین فلسفہ کا پروفیسر تھا۔ ۱۷۶۲ء پیدا ہوا۔
ٹ انگلستان کے ایک بڑے تشریح دان اور عالم طبعیات کا نام ہے۔ لندن کے قریب بمقام ایلنگ اس نے علم ادویات حاصل کیا ۱۸۴۶ء مین شاہی محکمہ بحری مین اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوا۔ چونکہ علم طبعیات مین بہت سے جدید تجربے حاصل کئے اُسکے صلہ مین ۱۸۵۲ء مین ایک طلائی تمغہ عطا کیا گیا ۱۸۲۵ء مین پیدا ہوا

میں اپنے متعلق بہت کہہ چکا تاکہ ناظرین رسالہ پر ظاہر ہو جاوے کہ میں نے کسی گمراہ کنندہ خیال یا مجہول اعتقاد یا ناگہانی پر جوش تحریک کے باعث سے مذہب اسلام نہیں قبول کیا بلکہ یہ امر میری سچائی - ایمانداری - استقلال اور غیر متعصبانہ تحصیل تحقیق کے سبب سے واقع ہوا اور میرے اس غایت درجہ شوق کی وجہ سے کہ میں امر حق کو معلوم کروں -

جب مجھے روح کے غیر فانی ہونے کا کامل اطمینان ہوگیا اور یہ یقین ہوگیا کہ قبر میں جانے کے بعد جو زندگی ہوتی ہے اوس کی ترتیب دنیاوی زندگی کے خیالات اعمال و افعال کی مطابقت سے ہوتی ہے جس سے یہ مراد ہے کہ آدمی بجائے خود اپنا محافظ و نجات دہندہ ہے اور اوس کے و باریتعالی کے مابین کوئی توسل فائدہ بخش نہیں ہوسکتا تب میں نے مختلف مذاہب کی جانچ شروع کی تاکہ اس امر کی تنقیح ہو جاوے کہ دوسری زندگی میں حصول کامگاری کے واسطے کونسے ذریعے زیادہ تر مستحسن و موثر ہیں - پس اس کام کے لئے ضرور ہوا کہ میں صرف عقلی آزمائشات کو ہر ایک طرح میں نہ صرف کروں بلکہ ان حقایق کو بھی شامل کروں جنکو میں نے اپنے تجربہ و تحقیق کے طولانی زمانہ میں دائرہ تعصب سے منحرف ہوکر حاصل کئے ہیں اور ایسے طریقے سے کام لیا ہے جسکو معمولاً واعظ و پادری ترک کر دیتے ہیں -

اب مجھے دیکھنا چاہیے کہ اسلام حقیقتاً کیا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ ناظرین رسالہ باسانی سمجھ گئے ہونگے کہ مین نے کیون اس کو قبول کیا۔

دوسرا باب

محمدی عقیدہ کا اجمالی بیان

وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوْہُ ط وَھُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ہ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط وَیَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ قَوْلُہُ الْحَقُّ ط (سورہ انعام - پارہ اذا سمعوا)

اگر کوئی شخص مجھسے اس سوال کا فوری جواب مانگے کہ محمدی لوگ کیا اعتقاد رکھتے ہین تو مین اس سوال کے بلا تامل جواب دینے مین اوسی طرح قاصر رہونگا جس طرح اس سوال کے جواب مین کہ عیسائی کیا اعتقاد رکھتے ہین۔ کانسٹنٹائن[1] کے عہد سے لیکر موجودہ وقت تک ہر زمانہ کے عیسائیون کا یہ میلان خاطر رہا کہ وہ اپنے مذہب کی ترمیم و توسیع اپنے ہی خیالات کے مطابق کرین اور اکثر اعتراف کردہ مقلدین عربی پیغمبر نے اسمین شرکت کی اور زمانہ حال کے مسلمین مین بھی

---

[1] قدیم روم کا بادشاہ تھا سنہ ۳۰۶ء مین تخت پر بیٹھا اسکے عہد مین مسیحی مذہب کی بہت بڑی اشاعت ہوئی ۳۲۱ء مین اوسنے حکم دیا کہ روز اتوار کی عزت کرنی چاہیئے اور اس دن کل دنیاوی کاروبار سے احتراز کرنا چاہیے۔ یہ کانسٹنٹائن کا حکم ہے جس کی کم و بیش پابندی اسوقت تک عیسائیون مین موجود ہے۔

(من مترجم)

ایسے عقائد مروج ہین جنکو محمد صاحب نے ہرگز تعلیم نہین کئے اور جو کسی طرح
اس قابل نہین ہین کہ اسلام کے عقائد حقہ مین اونکو کوئی جگہ دیجائے - انسانی دماغ
کے خیالات کی حیرت افزا ذخیرہ مختلف و گوناگون اقسام کے تصورات و توہمات کے ذریعہ
سے بہ افراط ظاہر ہوکر نوع انسان کے مذہبی اصول مین موجود ہوجاتا ہے لیکن یہ کبھی
ابتدائی یا مبادی اصول کا کوئی جزو نہین تھا بلکہ یہ اُن لوگون کے مرغوب خیالات و
توہمات کے نتائج ہین جنھون نے اپنے واسطے مذہبی اقتدار حاصل کرلیے ہین - یہ تو خوب
معلوم ہے کہ مسیحی مذہب مین جو پچاس مختلف فرقے ہین اونمین سے ہر فرقہ والا اپنے
مذہبی طریقہ کو انجیل کی بنیاد پر بتلاتا ہے اور ہر فرقہ کے مقلدین اپنے اعتقاد کے
صحیح - معقول و مدلل ہونے کے ثبوت مین اوسی تحریف شدہ کتاب کی جانب رجوع
ہوتے ہین اور دیگر فرقون کو کم و بیش غلطی پر کہتے ہین -
اگر تم کو ایجاد دماغ انسانی کی مکمل حقیقت اور مذہبی علم کے نازک احتمالات کے
حصول کی خواہش ہے تو بردباری کے ساتھ محمدی اور مسیحی علم مروجہ کے دریامین شناوری
کرو اور مختلف فرقون کے مقلدین مین جاکر اونکے مباحث کو سنو - پس اگر تم فوراً اپنے
کو ایک شبہ اور اولجھن کی حالت مین نہین پاتے جو مایوسی کی جانب مائل ہے تو گویا
تم اون مباحث کی پیچیدگیون کے نتائج نکالنے مین ناکام رہے جو تمھارے سامنے

پیش کیے گئے اگر مستعد اور مختلف اقسام کے خیالات تمھارے پیش نظر ہون تو تم
اس امر کی بابت ایک قطعی اور اطمینان دہ رائے قایم کروگے کہ محمد صاحب اور
حضرت مسیح نے حقیقتاً کیا تعلیم دی اور کیا نہین سکھلایا۔ اور اس کا مدد کو تم نسبت
اس شخص کے نہایت عمدگی سے کروگے جو قبل تمھارے اس آزمایش کی کوشش
کرچکا ہے۔ تقریباً سب مسلمان اگر کلاً نہین تو جزاً بعض اصول کے معتقد ہین جنکی
بوضاحت تصریح ہوچکی ہے لیکن باستثنای صوفیون کے یا اُن مسلمانون کے جنھون نے
اپنے واسطے خاص عقائد مقرر کرلیے ہین کہ وہ اپنے زعم مین پیغمبر صاحب کی ہدایات سے
تمامتر علیحدہ ہین۔

سچے محمدی طریقے کی تقسیم چھ اصول مین حسب تفصیل ذیل ہے۔

(۱) خدا اور اوسکی وحدانیت کا اعتقاد کہ وہ خلاق تمامی موجودات ہے ہمیشہ سے تھا
اور ہمیشہ تنہا رہے گا۔ غیر متغیر۔ علام الغیوب۔ قادر مطلق۔ ارحم الراحمین اور قیوم ہے۔

(۲) فرشتون کا اعتقاد کہ وہ خلقت سماوی سے ہین۔ اونکی ترکیب مکمل اور
حسن درخشان ہے اونمین کوئی تفریق جنسیت نہین ہے وہ کل خواہشات نفسانی
اور اُن نقایص سے مبرا ہین جو خطا پذیر انسان مین لاحق ہین۔

(۳) قرآن کا اعتقاد کہ وہ کتاب حی ربانی ہے اور مختلف اوقات مین خدا کی جانب سے

بذریعہ جبرئیل فرشتہ کے محمد صاحب پر نازل ہوئی۔

(۴) خدا کے جملہ انبیاء کا اعتقاد جنمیں افضل ترین آدم و نوح - ابراہیم موسیٰ عیسیٰ اور محمد صاحب تھے۔

(۵) حشر ونشر اور قضاے قیامت کا اعتقاد جبکہ جملہ بنی نوع بارتعالےٰ کی حضور مین حاضر ہونگے اور وہ جزا وسزا کے احکام بلحاظ اونکے دنیاوی اعمال کے صادر کریگا البتہ جزا وسزا کی نوعیت پر بہت سے اختلافات ہین۔

(۶) قضا وقدر کا اعتقاد یعنی یہ کہ قبل خلقتِ دنیا کاتب تقدیر نے جو احکام ناقابل تنسیخ مقرر کردئے اور سرنوشت ازلی مین جو کچھ لکھ دیا انسان مجبور ہی کہ اپنے افعال سے اُس کو کسی طرح مٹا سکے لیکن یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ کوئی پکا مسلمان فرقہ کالون کے عقیدہ کے مطابق تقدیر کا معتقد نہین ہی اور اوسکا یہ عقیدہ نہین ہی کہ انسانی ترتیب ناقابل تنسیخ طور پر مہد سے لحد تک مقرر کی گئی ہی اور کوئی شخص بذریعہ اپنی ذاتی بالارادہ فعل کے بھی اوس سے بھاگ نہین سکتا بلکہ تقدیر سے اوسکی یہ مراد ہی کہ وقوع

ی۱ اس نے فرانس کے دارالسلطنت پیرس مین تعلیم پائی تھی - یہ مسیحی مذہب کے رومن کیتھلک فرقہ سے منحرف ہوگیا اور اپنا ایک خاص مذہب ایجاد کیا - ولادت ۱۵۰۹ء وفات ۱۵۶۴ء (ن مترجم)

فعل کے پہلے سے خدا کو اوسکا علم ہے یا جبکہ لفظی مفہوم خدا کی غیب دانی کا

اگر مسیحی مذہب ہے یہ تین اصول جنپر اوس کی بنیاد ہے یعنی تثلیث و امر سیکو

لیٹ کنسپشن وقایم مقام کفارہ دلیل ہو کرے جاتین تو مذہب اسلام

اپنے مبادیات مین اس سے بہت مطابق ہے۔

ان اصول کو ایک مسلمان مثل خطیات فاسد کے سمجھتا ہے اور وہ اس لفیہ

کے کل دیگر امور کے اختیار کر لینے کے واسطے موجود ہے بجز اونکے اور ان

خطیات کے جو خاصتاً اونسے تعلق رکھتی ہین۔

مرکز کے نقاط مفروضہ سے بکثرت خطوط نکلتے ہین جنسے بحالت مجموعی ایک مکمل

طریقہ ایمان و عبادت کا قایم ہوتا ہے اور جنکے نتایج مطابق اونکی وضع مقلدین

کے بہت زیادہ مختلف ہو جاتے ہین۔ اعمال مذہب کے ارکان خمسہ حسب تفصیل

ذیل ہین۔ طہارت۔ صوم۔ صلوۃ۔ حج و زکوۃ۔

اب ہم کو اس امر کی تصدیق کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ طریقہ کہان سے برآمد

ہوا اور یہ غور کرنا چاہیے کہ ہمارے پیغمبر کون اور کیا تھے۔

مین ناظرین رسالہ کو یقین دلاتا ہون کہ ان حقایق کی تلاش مین جنکو کہ مین نے

۱؎ رومن کیتھلک فرقہ کا عقیدہ بابت حمل مریم و ولادت مسیح اور اونکی بیگناہی۔ (مترجم)

حاصل کرنے مین مجھے ایک بڑا انبار کوڑے کرکٹ کا تہ وبالا کرنا پڑا جو غلط تاریخ اور باطل خیالات اور کاذب مباحث کی شکل مین تھا اور تب مجھے ایک دہیمی جھلک اُس بیش بہا ہیرے کی نظر آئی جو مدت ہاے دراز سے انسان کے واسطے محفوظ ہی جسکے نیست ونابود کرنے کی متعصبین و منافقین نہایت سرگرمی سے کوشش کر چکے ہین۔ عقلی روشنی اور بشری شہادت سے یہ قطعی طور پر واضح ہو چکا ہے کہ محمد صاحب ایک پاک اور منزہ شخص تھے جنھون نے خود بطیب خاطر اون جملہ امور کو ترک کر دیا جنکو دنیا عزیز رکھتی ہی تاکہ صرف اُس عظیم الشان رُوحانی حقیقت کا علم اونکو حاصل ہو جاے اور گو اس حقیقت کی کوشش تعلیم مین اونکو ذلت و تضحیک لعنت و ملامت ظالم و بدلا لینے والون کے جور و ستم برداشت کرنا پڑے تاہم اونھون نے پوری تحمل کے ساتھ تبلیغ رسالت کی اور نہایت افلاس کی حالت مین دُنیا سے کوچ کیا یہ ایسے واقعات ہین جنکو عیسائی مصنفین بھی بالعموم تسلیم کر چکے ہین۔ پس محمدی شاہدین کے حوالے کی کوی ضرورت نہین ہی۔

نقل ہی کہ کسی شخص نے حضرت مسیح سے پوچھا کہ "کونسا عمل کیا جاے جس سے حیات ابدی حاصل ہو" حضرت مسیح نے جواب دیا کہ "جو کچھ مال و متاع تمھارے پاس ہی اُس کو بیچکر محتاج و مساکین پر تقسیم کر دو اپنے ہاتھ مین صلیب لو اور میرے

پیچھے آوے۔ بیشک اسی کے مطابق محمد صاحب نے کیا بجز اسکے کہ اونھون نے حضرت مسیح کی ان معنون مین تقلید نہین کی جنکو ہٹ دھرم عیسائی سمجھے ہوتے ہین۔ دنیا مین جو کچھ اونکے پاس تھا اونھون نے سب راہ خدا مین تصدق کردیا اور تکلیفات دایذا کی صلیب استقلال و راستبازی سے اس وقت تک لیے رہے جب تک کہ اونھون نے مشرق مین مذہب حق استحکام کے ساتھ نہین قایم کرلیا۔

جن مصنفین نے ہمارے پیغمبر کی سرگذشت کی بابت کچھ بھی لکھا ہو اونھون نے یہ تصریح ظاہر کیا ہے کہ وہ لڑکپن ہی سے سلیم الطبع۔ حلیم المزاج۔ زود فہم منکسر النفس۔ عزلت پسند اور صاحب غور و خوض تھے۔ باوجودیکہ وہ شہر مکہ کے لڑکون سے بہ آزادی ملتے تھے لیکن اونھون نے کوئی زبون و ناشایستہ عادت اُن لڑکون سے نہین سیکھی۔ عنفوان شباب مین وہ اپنے محبتانہ طریق اور کل موقعون پر صفائی و راستبازی برتنے کے سبب سے ممتاز تھے۔ زمانہ شباب مین وہ اپنے کل معاملات مین صادق و راستباز و فیاض تھے۔ اور ایک ایماندار و معتبر سوداگر تھی وہ عام طور پر ایسے معتبر و معزز تھے کہ مکہ کے لوگ اونکو الامین کہتے تھے۔

پس کیا یہ امر قرین قیاس ہی کہ جس شخص نے پچاس برس تک ایمانداری و پارسائی کے نیک نہاد اصول کی پابندی کی اوسکی وضع مین یکبایک ایسا تغیر ہوجاے جیسا

کرہجا طور پر اکثر عیسائی مصنفین نے اونکی نسبت بیان کیا ہو۔
کل سربرآوردہ عیسائی مصنفین ایک مطول تحقیق و تلاش کے بعد اس امر کے اقرار پر
جو کم و بیش ظاہر بھی کیا گیا مجبور ہوئے کہ موجودہ ثبوت سے وہ محمد صاحب کے چال
چلن کے کوئی واطمینان دہ اندازہ کرنے سے تمامتر معذور رہے۔
اونکی ناکامی کا سبب ظاہر ہو کہ اونھون نے اس عقیدے کی بنیاد پر دلالت کی جسمین
روح وجسم کو مادی یعنی ایک شی سمجھتے ہین اور اگر اونمین اپنے باطل اوہام وعقائد
سے علیحدہ ہونے کی قابلیت ہوتی تو اون مضامین کو ناچیز سمجھ کر نظرانداز نکردیتے
جنسے اونکا معما حل ہوجاتا۔
بعض مصنفین نے لکھا ہو کہ محمد صاحب مثل ہم لوگون کے مسیحی نہ تھے اور پس وہ
ضرور مکار تھے لیکن ہم کو یہ معلوم کرکے سخت تکلیف ہوتی ہو کہ حقیقتاً ایسا صالح
ومتبرک آدمی عیسائی کیون نہوا لیکن اگر وہ اپنے ہی پیغمبر کے احکام شرعیت کو
سمجھے ہوتے تو اونکو اس صریحی واقعہ پر کچھ تعجب نہوتا۔
واشنگٹن ایرونگ ایک متعصب عیسائی ذیل کی عبارت لکھتا ہو۔ "ان واقعات سے

امریکہ کا ایک نامی گرامی انشا پرداز تھا۔ اسکی تصنیفات یورپ و امریکہ دونون جگہ بہت مقبول ہمین۔ اس نے اسلامی تاریخ بھی لکھی ہے اور محمد صاحب و خلفا کے حالات علیحدہ علیحدہ رسالون مین مرتب کیے ہین لیکن نہایت تعصب سے کام لیا ہو۔ پیدائش ۱۷۸۳ء موت ۱۸۵۹ء (من مترجم)

ظاہر ہوگا کہ محمد صاحب کے متعلق جتنی تحریری یادداشتین وہ خرافات سے مملو
ہین اور متقدمین کے تصنیفات لغو افسانون سے مالامال ہین پس ان وجوہات
اس معمے کا حل کرنا اور زیادہ مشکل ہوگیا کہ اونکے اوضاع و اطوار کیسے تھے
ہمکو نہین معلوم ہوسکتا کہ ابتدائی حصے سے لیکر زندگی کے درمیانی زمانہ تک
اس ناپاک اور حیرت افزا مکر سے اونکو کونسا خاص مقصد حاصل کرنا تھا جس کے
سبب سے وہ مورد الزام ہین۔ اگر حصول دولت کی طمع تھی تو خدیجہؓ کے ساتھ
متاہل ہونے سے وہ سردست دولتمند ہوچکے تھے اور اس مکر کے قبل کہ اونپر
وحی ربانی نازل ہوتی ہی اونھون نے کوئی خواہش اپنے سرمایہ مین اضافہ کی ظاہر
نہین کی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اعزاز کا حوصلہ تھا تو وہ پہلے ہی سے اپنے وطن مین
بوجہ فراست و دیانت کے معزز تھے اور نامور قبیلہ قریش کے ایک اعلی خاندان مین
سے تھے۔ اگر حکومت کا خیال کیا جائے تو کعبہ کی محافظت معہ اس متبرک
شہر کی حکومت کے پشت ہا پشت سے اونکے خاندان مین تھی اور بلحاظ حالات
ومرتبہ کے وہ مستحق تھے کہ دلیری سے اس عظیم الشان اہتمام کے امیدوار ہون
لیکن اونھون نے اپنے اُس مذہب کے زیروزبر کرنے مین جس مین تعلیم پائی تھی
ان تمام فوائد کی بیخ کنی کر ڈالی کیونکہ اونکے خاندان کے اقبال و اقتدار کی بنیاد

اوسی مذہب پر تھی اور مباحثہ کرنے سے اونکے رشتہ دارون کی عداوت ۔شہر والون کا عناد اور تمامی ہموطنون کا قہر و غضب مشتعل ہوتا تھا اور جو کعبہ کی پرستش کرنے والے تھے اونپر اور بھی برانگیختہ ہوتے تھے ۔اس طریق نبوت کے آغاز مین نہ تو اونکو کسی قسم کی طمع تھی اور نہ یہ امید تھی کہ اونکے نقصانات کا معاوضہ ہوجائیگا بلکہ برخلاف اس کے یہ طریقہ ایک مشتبہ اور پوشیدہ حالت مین شروع کیا گیا اور برسون تک اس کے اسباب مین کوئی کامیابی نہین ہوئی ۔جسوقت سے اونھون نے اپنے الہامات کا افشا اور اپنے اُصول مذہب کا اظہار کیا اوسی وقت سے وہ مورد تضحیک و تذلیل و لعنت و ملامت ہوگئے ۔ اور اخیر مین ایسی شدید ایذا رسانی کی گئی جسنے خود اونکے اور اونکے دوستون کے اقتدار کو برباد کردیا۔ اور مجبوری اونکو اپنے خاندان کے بعض اشخاص کے ساتھ معہ اپنے تابعین کے ایک دوسری جگہ پناہ گزین ہونا پڑا اور بالآخر مثل ایک فراری کے اونکو غیر معین مسکن کسی غیر مقام مین تلاش کرنا پڑا ۔پس کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے خروج کی حالت پر سالہا سال تک ثابت قدم رہے جس سے اونکا تمام دنیاوی اقتدار برباد ہورہا تھا اور جسکی تجدید کا حوصلہ ایک موہومی امر تھا ۔دنیاوی خواہشات سے قطع نظر کرنے کے بعد ہم اونکے اطوار کی بابت دیگر بیانات کی تلاش کرنے پر مجبور ہین تاکہ اونکی اس غامض

طریق کا اندازہ ہوسکے۔"

یہ امر مسلمہ ہی کہ محمدؐ صاحب کی مالی حالت روحانی حقیقت کی تعلیم کے زمانہ تک اس درجہ مین عمدہ تھی جیسی کہ اونکے وقت کے حریص نوجوانون کی خواہش ہوا کرتی تھی۔ اونکے رشتہ دار دولتمند تھے اور اونکے چچا ابو طالب جنھون نے اونکے والدین کی وفات کے بعد اونکو اپنے خاندان مین شامل کرکے مثل ایک عزیز و شفیق و مہربان باپ کے پرورش کی عرب کے ایک بڑے دولتمند اور مرفہ الحال تاجر تھے۔

جس شخص کی حفاظت مین کعبہ تھا اوسی منصب کا قابض مستقل حاکم مکہ بھی تھا اور وہ محمدؐ صاحب کے خاندانی سلسلہ مین تھا۔ پس اگر اونکو ثروت کی خواہش ہوتی تو حسب حالت موجودہ اونکو جملہ مراتب معہ اونکے چچا کی وافر دولت کے حاصل ہو جاتے اور اگر وہ معاذ اللہ مکار بے اصول اور حریص ہوتے جیسا کہ عام طور پر عیسائی اونکو خیال کرتے ہین تو واقعات کے قدرتی طریقہ پر بلا شبہ وہ استقلال کے ساتھ منتظر رہتے اپنے رشتہ دارونکے مورد الطاف ہوتے اور عرب کے اعلیٰ ترین اشخاص مین ایک دولتمند و معزز شخص ہوتے اور ہر قسم کے سامان آسایش و اسباب عیش و عشرت اور دنیاوی جاہ و حشم مہیا ہوتے لیکن اوضون نے اچھی راہ پسند کی اگرچہ

یہ راہ دشوار گزار و پرخار تھی اور دنیاوی امور کے لحاظ سے اونکی زندگی کو آلام و مصائب و صعوبات اور تلخ ناکامیون سے جو نہایت تکلیف دہ قسم سے تھین معمور کر دیا اور اس سے ایک سبق ان لوگون کو خوب دلنشین کرنا چاہیے جو مستحسن طریق سے منھ پھیرے ہوئے ہین اور دولت و آسائش کے تعاقب مین جسکی جانب عالمگیر توجہ رجوع ہو رہی ہے مصروف ہین۔

جب پیغمبر صاحب نے دنیاوی امور سے قطع تعلق کیا تو ایک مدت مدید صوم و صلوٰۃ و استغراق مین بسر کی اور خورونوش صرف رطب و جو اور آبِ خالص پر رکھا اونکی یہ پرہیزگاری تا اختتام زندگی جاری رہی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات کامل ایک مہینے تک بجز رطب کے اور وہ بھی بہت قلیل مقدار مین کچھ نہین کھاتے تھے۔

کوہ حرا پر ایک غار تھا اور وہ جگہ اونھون نے اپنی عزلت نشینی کے واسطے پسند کی تھی۔ اسیر وہ ایک وقت مین چند دن استغراق مین صرف کرتے تھے اور وہان اونپر وحی نازل ہوئی تھی تاکہ حقانی نور دنیا مین جلوہ افروز کرین اور وہ شتارہ مشتعل کرین جو چند سال بعد نہایت آب و تاب سے روشن ہوگیا اور تمامی مشرق کو اپنی نورانی ضیا سے معمور کر دیا۔ اونکے ساتھ اکثر

اونکی وفادار بی بی رہا کرتی تھین جو اول اونکے اصول مذہب پر ایمان لائی تھین اور بطیب خاطر سرگرمی و مستعدی سے اونکے کام مین شریک ہوتی تھین اور جب وہ اپنی خلوت سے برآمد ہوتے تھے اور کہین اپنے گھر واپس آتے تھے تو وہ نیکنامیان جو اونکو ملتی تھین عمل مین لاتے تھے اور اُن لوگون کی اعانت کرتے تھے جو بیماری یا کسی حادثہ کے سبب سے اپنے لئے سامان مہیا کرنے کے ناقابل تھے۔ اس طریقے سے اونکی خاص کل دولت اور جو کچھ اونھون نے خدیجہ کے ساتھ متاہل ہونے سے حاصل کیا تھا سب صرف ہو گئی۔

پس ہمکو لازم ہی کہ پیغمبر صاحب کے قبل بعثت و بعد بعثت جو یہ واقعات تسلیم کردہ عالم ہین اونکا بخوبی موازنہ کرین۔ تاکہ اونکے چال چلن کی بابت ایک ناطق نتیجہ نکل سکے۔ اور اُن نتائج سے ہم اپنے پیغمبر و دیگر پاک انبیا سے تطابق کرین—

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہین اوسوقت تک اونھون نے عام طور پر اُن حقایق کی ہدایت کی کوشش نہین کی جنکا اونکو الہام ہوا تھا اور اونکی طرز زندگی پر علاوہ اونکے رشتہ دارونکے بہت ہی کم توجہ مبذول تھی اوسوقت مین وہ مثل ایک مسکین مجذوب کے سمجھے جاتے تھے اور لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اونھون نے بیوقوفی سے اپنے وافر مال و متاع کو ضائع کر ڈالا جسکا سبب اونکے دوستو نیز

ظاہر نہین تھا۔ اور اُن لوگون نے اس مین کچھ زیادہ دلچسپی نہین حاصل نہین کی
لیکن من بعد اونھون نے عام طور پر رسالت کو مشتہر کرکے اپنے سر پر تکلیفات وایذا
ومصائب وبیرحمی کا پہاڑ اوٹھالیا اور لعنت وملامت کا طوفان برپا کرلیا جسکا بیان
کم وبیش صراحت کے ساتھ مورخین نے قلمبند کیاہے۔
کیا کبھی کوئی پیغمبر ایسا گزرا ہی جسنے دنیا مین حیاتِ ابدی کا سچا طریقہ سکھلانیکی
کوشش کی اور اوس کی راہ مین گُل افشانی کی گئی ہو ؟ ایک بھی نہین !
دنیا کو امر حق سے ایک خباثت آمیز خصومت کے ساتھ نفرت ہے اور جو شخص ہدایت
کی کوشش کرتا ہی اوس کو دیوانگی سے خطاب کرتی ہی۔ جو دعوی کہ محمد صاحب
نے کیا جس سے کہ اہالیان مکہ کا غیظ وغضب مشتعل ہوگیا معناً اوسی کے
مطابق تھا جو دعوی ناصرہ[1] کے حضرت مسیح نے کیا تھا اور اونکے ساتھ
بھی پرطیش یہودیون نے ٹھیک ایسا ہی برتاؤ کیا۔ اوھون نے کہا کہ وہ نبی
اور خدا کے رسول ہین اور اللہ جلشانہ کی طرف سے اونکو الہام ہوا ہے کہ وہ قوم
عرب کو سچی راہ نجات کی دکھلائین اور اونکو بت پرستی اور گناہون سے رہائی

---

[1] یہ اُس مقام کا نام ہی جہان حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے اور اپنی اوائل زندگی مین تیس برس اسی مقام پر بسر کئے۔ یہ مقام جیروسلم سے ۶۵ میل جانب شمال واقع ہی مردم شماری ۳۰۰۰ ہے۔
(من مترجم)

دین جو اونھون نے اس فرقہ کی تقلید سے حاصل کر لیا ہے جسکا عقیدہ ہے کہ جسم و روح ایک شی ہے - اونھون نے متواتر اپنے سامعین سے بیان کیا کہ میری ہستی من قبیل معجزہ نہین ہے بلکہ مین بھی مثل تمھارے آدمی ہون میری جسمانی ساخت - دماغی عطیات قدرتی میلان و خواہشات مثل تمھارے یکسان ہین - لیکن مین نے حیات و ممات کے اسرار کا انکشاف اور زندگی جاویدکا سچا طریقہ حق ذوالجلال سے سیکھا ہے -

محمد صاحب نے بھی اپنے پیغمبر اور رسول اللہ ہونے کا اونھین معنون مین دعوی کیا ہے جن معنون مین موسیٰ - ابراہیم - الیاس - مسیح اور دیگر برحق انبیا مرسلین نے دعوی کیا تھا - اونھون نے کوئی جدید مذہبی طریقہ نہین سکھلایا بلکہ اوسی ایک ابدی حقیقت کی تجدید کے متلاشی ہوتے جو ازل سے انسان کے واسطے محفوظ تھی اور تا قیام دنیا باقی رہے گی اونکے اور حضرت مسیح کے دعوی مین کچھ کمی و بیشی نہین تھی اور نہ حضرت مسیح نے کبھی خدا اور خدا کا بیٹا ہونیکا اون معنون مین دعوی کیا جیسا کہ بعض گمراہ لوگ یقین کرتے ہین -

سنٹ جان[1] کی انجیل کے باب ہشتم اور آیت پنجاہ و ہشتم مین یہ ایک مندرجہ ذیل

---

[1] اکسفورڈ یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کی [illegible]ء مین پارلیمنٹ مین داخل ہوا اور ہاوس آف لارڈس کا ممبر ہوگیا [illegible]ء مین جنگی سکرٹری مقرر ہوا لیکن [illegible]ء مین اس سے مستعفی ہوگیا اور [illegible]ء مین سکرٹری دول

بیان ہی جو حضرت مسیح کی جانب منسوب کیا جاتا ہی جس سے ناظرین انجیل اور مفسرین بہت پریشان ہوتے ہین لیکن جن امور کا حضرت مسیح نے دعوی کیا ان سب مین یہ بیان صریح اور واضح ہی اگر اصلی یونانی زبان سے اسکا صحیح ترجمہ کیا جاے۔ "مسیح نے اونسے کہا - فی الحقیقت - فی الحقیقت مین تمسے کہتا ہون - پہلے ابراہیم تھا - مین ہون" اس آیت کی یہ عبارت قاعدہ نحوی کے رُو سے بالکل مہمل اور بیمعنی ہی اسکا ٹھیک ترجمہ یہ ہے۔ "فی الحقیقت - فی الحقیقت مین تمسے کہتا ہون مین ویسا ہی ہون جیسے میرے پیشتر ابراہیم تھے" اسکا یہ مطلب ہی کہ مین بھی مثل ابراہیم کے الہامی پیغمبر ہون حضرت مسیح نے اس کو تسلیم کیا ہی کہ اونکے قبل پیغمبران برحق گزر چکے ہین بعض اسلامی فضلا کا اصرار ہی اور اونکے دلائل و براہین ناقابل لحاظ نہین ہین کہ حضرت مسیح نے بتصریح محمد صاحب کے آمد کی پیشین گوئی اس بیان کے ساتھ

خارجہ ہوا شاہزادی این کی دوت کے بعد بوجہ مخالفت کے اسکو فرانس بھاگ جانا پڑا - جارج اول کے عہد مین اسکو لندن آنیکی اجازت ملی لیکن چونکہ اُس زمانہ مین سر رابرٹ والپول وزیر تھا اس نے ہاوس آف لارڈس مین اس کو نہین داخل ہونے دیا - یہ بات سخت جان کو بہت شاق گذری اور اُس نے وزیر کی مخالفت مین صدہا مضامین لکھے حتی کہ اوسکی وزارت کو شکست کر دیا ۱۷۳۵ء وہ دوبارہ فرانس گیا اور اپنے باپ کی موت کے بعد جاگیر پر قابض ہوا اپنی زندگی بقیہ حصہ اس نے تبین صرف کیا - علم تاریخ و فلسفہ و الہیات کے متعلق آخر زندگی تک لکھا کیا - پیدائش ۱۶۷۸ء موت ۱۷۵۱ء - (من مترجم)

کی کہ آخر الذکر اونکے معتقدین کو صراط مستقیم کی جانب رہنما کر گئے۔
مین آپ لوگون کو یقین دلاتا ہون کہ عربی پیغمبر نے کبھی ایسی تعلیم نہین دی جو
حضرت مسیح کی اصلی ہدایات سے مختلف ہوتی ہو بلکہ برخلاف اس کے اگر دقیق نظر
سے مذہب اسلام کے سچے معتقدین اور حضرت مسیح کے حوارین سے جنکو اونھون نے
تعلیم کیا مقابلہ کیا جائے تو اس امر کے واضح ہونے مین ہرگز ناکامی نہوگی کہ
دونون فریق اپنے اغراض و مقاصد مین مطابق ہین۔ محمد صاحب نے اکثر
ناصرہ کی جانب حوالہ دیکر ان الفاظ کا استعمال کیا کہ "ابن مریم الہامی پیغمبر تھے
اور خدا کی طرف سے یہودیون کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے تھے" حضرت
مسیح سے اونکو محبت تھی اور اونکے دل مین اونکا نہایت اعزاز و احترام تھا لیکن
بیہودہ اصول مذہب۔ غلط توہمات اور سست اعتقادی سے جسکا غلطی سے
مسیحی طریقہ نام رکھ لیا تھا اونکو سخت نفرت تھی۔ اونھون نے بتلایا تھا کہ تکمیلہ
انسانیت کے واسطے بعض زمانون مین نبی پیدا ہوئے تاکہ خلق اللہ کو اونکے
بدعتی عقائد کی خراب حالت۔ طمع و خودغرضی و ہوا و ہوس کی گرفتاری سے
رہائی دیکر سچی راہ کی جانب ہدایت کرین جہان سے وہ خواہشات نفسانی کے
شوق مین آوارہ ہوتے تھے۔ اور بتلائین کہ انسانیت کے درجات عالی اور

روحانی تحکمات کے حصول کا جو ربانی طریقہ ہے اونھون نے بیان کیا کہ تین
ختم المرسلین ہون اور مین کوئی طریقہ اپنی منتقد مین کی ہدایات سے مختلف
نہین سکھلاتا بلکہ میرا مقصود ہی کہ اوسی ایک افضل و اعلیٰ حقیقت کو از سر نو
قایم کرکے اپنے عربی بھائیون کے دلنشین کردون - اس ادعا کا اثبات وجواز
اوسپر روشن ہی جس کو اسلامی فلسفہ کا کچھ علم ہی -

تیسرا باب

عمل ارکان خمسہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ (سورہ اخلاص پارہ عم)

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ
اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ (سورہ نور (۲۴) پارہ قد افلح المومنون (۱۸))

بجز دوسرے طریقے کے جو اسلامی پیغمبر نے تعلیم کیا علم بشری مین کوئی ایسا
مذہبی طریقہ نہین ہی جسکی نسبت صدہا سال تک عیسائیون سے ایسی فاش غلط فہمی
اور سراسر غلط بیانی ہوئی ہو - کرہ ارضی کی انگریزی بولنے والی قوم کو اس مذہب
سے ایسا سخت تعصب ہی کہ وہ اس تحریک کو بھی ایک معمولی حقارت آمیز خندہ زنی کے

معمول کر دیتے ہین اگر اون سے کہا جاے کہ "ممکن ہو یہ مذہب حق ہو یا کم سے کم نظر تعمق کے ساتھ اور غیر متعصبانہ طور پر قابل تحقیق ہو" گو یا صریحاً یہ ایسی مہمل بات ہو کہ سنجیدگی سے اسپر غور بھی نہین کرنا چاہیے - یہی سخت و نامعقول تعصب باشندگان یورپ و امریکہ کو جو مشرق کی سیاحت کرتے ہین مسلمانون کی تمدنی حالت و مذہبی زندگی اور اسلامی سچے عقائد کے صحیح معلومات کے حصول سے باز رکھتا ہو - یہی خود بینی اور فضیلت کا غرور جسکو وہ معمولاً اپنے ساتھ لے جاتے ہین اعلی ترین و تعلیم یافتہ طبقہ کے مسلمانون کو اونکی مجالست سے پسپا کر دیتا ہو اور جو کچھ ادنی طبقہ سے حاصل کیا جاتا ہو وہ کسی معنی مین قابل اعتبار نہین ہوتا - اور یہ اسی طبقہ کی معلومات ہے جس کے بھروسے پر مسلمانون کی تمدنی حالت و عقائد پر رسالون مین مضامین اور کتابین لکھنے کا جوش پیدا ہوتا ہو اور وہ تصنیفات یورپ و امریکہ مین شائع ہوتی ہین -

جس زمانہ مین اسلامی اسپین[1] اعلی درجہ کی تہذیب و شایستگی کا مرکز علم و دولت کا مسکن - اور سرچشمہ علوم و فنون ہو رہا تھا عیسائی یورپ نجاست کے دلدل مین پھنسا ہوا تھا ذلت و جہالت مین مبتلا ہوکر اسلام کے متعلق کذب آمیز اختراعات کرتا تھا

---

[1] یہ ملک یورپ کے جنوب مغرب مین واقع ہو - بحر اطلانک و بحر میڈیٹرنین و پرتگال و فرانس سے محدود ہو - اسکا رقبہ ۱۸۳۷۵۸ میل مربع ہو - مردم شماری ۱۲۹۵۸۱۷۸ ہے - (من مترجم)

اور اُن لوگون سے بغض و حسد تھا جو ہر مدارج مین اون سے بدرجہا افضل تھے۔ یہ عداوت نسلاً بعد نسلاً وراثتاً پہونچی ہی اور اسکا اثر عیسائی مصنفین کی تصنیفات موجودہ مین جو اونھون نے محمدؐ صاحب اور اسلام کے متعلق لکھی ہین واضح طور پر موجود ہے جس عیسائی مصنّف نے اسلامی پیغمبر کے چال چلن اور اونکی ہدایات کے متعلق ہوتعصبی سے کوی بیان لکھا ہی اوسنے بھی اپنے جذبات کا استنباط اوسی قدیم عیسائی منبع سے کیا ہی اور صدہا سال پیشتر کے غلط خیالات اور کذب کے استقرار مین بہت کچھ اضافہ کردیا لیکن جب جان ڈیوینپورٹ اور گاڈفری ہگنس سا کوی آدمی ہو کہ وہ جھوٹی تاریخ کے کوڑے کرکٹ کو صاف کرکے سچائی کے بعض حصّون کو روشنی مین لاکر دکھلائے جس سے انگریزی بولنے والی دنیا کو دائمی حقیقت کی جھلک نظر آئی جو لکھوکھا بنی آدم کے دلو نپر حکومت کر رہی ہی۔

قبل اس کے کہ مین اسلامی طریقہ کا تفصیلی بیان قلمبند کرون مجھے یہ لکھنا کہ مشرقی مسلمانون سے جہانتک مین نے تحقیق کی اور جو تجربہ حاصل کیا اُس سے مجھکو صداقت کے ساتھ اعتقاد ہو گیا کہ اگر انسان کے واسطے روحانی ترتیب کا کوئی مکمل طریقہ ہے تو بھی ایک جو نوع انسان کے ہر طبقہ پر منطبق ہو سکتا ہی۔ اسکی بنیاد اوسی ازلی حقیقت پر ہی جو ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ تک بذریعہ منتخب رسولان

منجانب اللہ کے انسان کو حوالہ کیا گیا یعنی حضرت عیسیٰ سے لیکر محمد صاحب تک یہ
ایک طریقہ ہی جو ردت کی اس خواہش کو پورا کر سکتا ہی کہ اُس کو اعلیٰ ترین ہستی نصیب ہے
انسانی علم مین بھی ایک طریقہ ہے جو ہو بہو دلیل و حکمت کے مطابق ہی یہ ذلیل اوہام
سے مبرا ہی اور اسکا استغاثہ براہ راست انسانی عقل و فہم کی جانب رجوع ہوتا ہی
یہ ہر شخص کو بالانفراد اپنے افعال و خیالات کا جوابدہ ٹھہراتا ہی اور قایم مقام
کفارہ کی تعلیم سے ارتکاب معاصی کی جرات نہین دلاتا ۔ یہ دینی مطالب مین
ممتاز و مرتفع ہی اور انسانیت کے اعلیٰ ترین و ذی عظمت اجزا سے مشتمل ہے
اگر عقل و فراست اور راستبازی سے اسپر عملدرآمد کیا جاتے ۔
مجھے معلوم ہی کہ میرے اس بیان سے بعض عیسائی جو وسیع الخیال ہین اس کتاب
کے مطالعہ کی جانب راغب ہونگے اور یہ تبسم سوال کرینگے کہ ہر طبقہ کے مشرقی مسلمانو
سے اسقدر وسیع ربط و ضبط کے بعد اسلامی تاثیرات کے ارتفاع و امتیاز
کی کوئی بعینہٖ شہادت بھی مجھے ملی ۔ البتہ عقلمند عیسائی اس سوال کے استفسار سے
باز رہیگا لیکن ظن غالب ہی کہ عقل سے معذور گرجا والا ہولناک مسئلہ تعدد
ازدواج کے متعلق کماحقہ مباحثہ کے بعد یہ سوال کریگا ۔ کیونکہ عیسائی تقریباً عام طور پر
مسلمانون کے مذہب کے متعلق اس مضمون کو اوّل اور نہایت اہم سمجھتے ہین ۔

اگر ہم کسی مذہبی طریقے پر بلحاظ پیروان مذہب کی اخلاق و تمدنی حالت کے غور کرین تو مسیحی طریقہ اس درجہ قابل الزام ٹھہریگا کہ فوراً نظر انداز کر دیا جائیگا۔ اگر کسی مسلمان کا ایک عیسائی سے جو بلحاظ قابلیت و تعلیم و استعداد دنیاوی باہم متساوی ہون مقابلہ کیا جائے تو مجھے یقین ہی کہ وہ مسلمان بنسبت عیسائی کے اخلاقی و روحانی ادراک کے متعلق عمدگی و پاکیزگی کے ساتھ خیالات ظاہر کریگا۔ اگر مین کبھی اپنی زندگی مین نہایت مبتذل اور سست عقیدہ لوگون سے ملا ہون تو وہ لوگ ہین جو اپنے کو عیسائی کہتے ہین۔ وہ ہرگز عیسائی نہین ہین اور نہ یسوع ناصری کی اصلی ہدایات سے اونھین کچھ تعلق ہی لیکن وہ اعتقاد رکھتے ہین یا اعتقاد کا دعویٰ رکھتے ہین کہ اصول مذہب مسیحی کے پابند ہین ہر مسلمان جانتا ہی کہ سچے مسلمان ہونے مین صرف چند الفاظ یا فقرات کا طوطے کی طرح رٹ لینا کافی نہین ہی بلکہ اس کے واسطے کسیقدر اور بھی احتیاج ہی۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کہے کہ مین مسلمان ہون تو اس سے یہ نتیجہ نہین نکل سکتا کہ وہ پیغمبر صاحب کی ہدایات کو سمجھتا بھی ہی اور جب یہ بات حاصل نہین ہی تو وہ شخص اسلامی اغراض و نتائج کی تمثیل مین بطور مناسب نہین تسلیم کیا جا سکتا۔ کسی مذہبی طریقے پر اوس کے ظاہری معتقدین کے افعال و اقوال کی مناسبت سے عمدگی

کے ساتھ فیصلہ نہیں ہو سکتا بلکہ صرف وہ ابتدائی تعلیمات اور مسائل جو بہ دقت تمام تکمیل معین ہو چکے ہیں اوسکی نسبت رائے قایم کرنے مین ہماری رہنمائی کرتے ہیں مجھے امید قوی ہے ناظرین رسالہ کو یقین دلانے کیجئیے کہ اسلامی طریقے مین کوئی بات ایسی نہیں ہے جو بدکرداری۔ ناپاک خیالات۔ اخلاقی تنزل وسواس یا تعصب کی جانب مائل کردے۔ بلکہ برعکس اسکے یہ اس جانب راغب کرتا ہے جو انسانی چال وچلن کیواسطے ایک اعلیٰ ترین وشستہ طریقہ ہے اور اگر ہم کسی مسلمان کو دیکھین کہ وہ اپنی عادات مین ناپاک یعنی کاذب۔ بیرحم۔ ناشکیب۔ بے امتیاز اور متعصب ہے تو ہمکو فوراً یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ وہ اسلام کا سچا پیرو نہیں ہے اور حقیقت مذہب کے حصول سے جسکا وہ دعویٰ کرتا ہے بالکل بے بہرہ ہے۔

اب ہمکو مذہب کے ظاہری اصول اور نمایان ڈھانچے کی طرف غور کرنا چاہیئے یعنی خدا کی وحدانیت۔ طہارت۔ نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ یہی اصول مذہبی عمارت کی بنیاد کیے جاتے ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ انھین کا سمجھ لینا ایک ذہین آدمی کے واسطے کافی ہے۔

اسلام کے لفظی معنی تسلیم ورضا کے ہین اور اسلامی عبادت گویا تمنا ہے اوس روحانی رفعت کی جو ہر شخص کے پاس اور ہر شخص کے دل مین ہے۔ انجیل ہم کو یہ

سکھلاتی ہی "کہ آسمانی بادشاہت ہمارے دل مین ہی" اور قرآن ہمکو یہ تعلیم کرتا ہے۔ "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" لفظ اسلام کے جس سے مسلمان اپنے مذہب کی شناخت کراتا ہی یہ معنی ہین کہ نیک و پاکیزہ و عبادت کے قابل اور معبود حقیقی کے ساتھ راضی برضا ہی۔

مسئلہ توحید کی صداقت قدرت کی جملہ موجودات سے ظاہر ہی اور جہانتک حیطۂ علم انسانی مین ہی ہر الہامی مذہب نے اس کو توضیح و تصریح کے ساتھ تعلیم کیا ہے۔ عیسوی تاریخ بھی اس واقعہ سے مشتمل ہی کہ حضرت مسیح کی موت کے ۳۰۰ برس بعد مسئلہ تثلیث بشپ انیٹناسس نے اختراع کیا اور خود حضرت مسیح نے نہ تو کبھی یہ تعلیم کیا اور نہ اوس کے متعلق کبھی سنا۔ بت پرستی اور تعدد خدا ان لوگون کی ایجاد ہی جو گمراہ ہین۔ کسی سچے الہامی ہدایت کنندہ نے یہ اصول کبھی تعلیم نہین کیے۔ روحانی علم بلا کسی شبہ کے خدا کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہی اور اس مسئلہ کے حق ہونے کی شہادتین ہم کو اپنی زندگی کے روزانہ کاروبار مین مبارکباد دیتی ہین یہ شہادتین اوس شخص کے دلنشین ہوسکتی ہین جو تعصب سے علیحدہ ہو کر انپر غور کرے۔

اگر کوئی شخص محمد صاحب کی تعلیمات کا تجزیہ کرے تو اوسے معلوم ہو جائیگا کہ وہ اخلاقی ہیئت مین موسیٰ۔ ابراہیم۔ عیسیٰ و دیگر پیغمبران برحق کی اخلاقی تعلیمات کے

بالکل مطابق ہین۔ جو طریقہ اونھون نے جاری کیا وہ نفس الامر مین بالکل اوس سے مخالف تھا جو سابق مین دنیا کو عطا کیا گیا۔ کیونکہ اونکی یہ رسالت تھی کہ وہ ایک ایسا تمام کمال مجموعہ پیش کرین جسکا عام طور پر مقصد ہو کہ وہ آن بدعتون اور غلطیون کی صحت و بیخ کنی کرے۔ جو پیغمبران سلف کے تعلیم کردہ اصول مذہب مین واقع ہو گئی تھین اونکا صریح مقصود نوع انسان کو بت پرستی سے باز رکھنا اور قواعد و قوانین کا ایک ایسا سلسلہ قایم کرنا تھا جسپر راستبازی و ادراک کے ساتھ عمل درآمد کرنے سے انسان کو تقرب بارتیعالے حاصل ہو جاتے اور باطنی پاکیزگی و شستگی کے ساتھ تصفیہ ظاہری بھی معہ دیگر خوبیون کے میسر ہو۔ اونھون نے کامل طور سے تبلیغ رسالت کی اور اسوقت تک نہین طلب کئے گئے جب تک اونھون نے یہ نہین دیکھ لیا کہ اسلامی طریقہ اونکے مقلدین کے دل و دماغ مین بالاستحکام جاگزین ہو چکا ہے۔

البتہ سردست ہم اسلامی طریقے کو صرف اوسکی ظاہری و مروجہ ہیئت کے مطابق قیاس کر سکتے ہین لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اگر اسکی اندرونی حالت تعمق سے دیکھی جاوے تو بہ نسبت نظر اول کے زیادہ فلسفیانہ معلوم ہو گی۔ اور اگر صرف اوسکی بیرونی حالت کا ملاحظہ کیا جاوے تو اوس کی افضل ترین خوبی اس سے ظاہر ہے کہ نوع انسان کے جمیع طبقات یعنی ایک ادنی قلی سے لیکر اعلیٰ درجہ کے صاحبان غور

اور ماہران علوم کی روحانی ضروریات کے تمامتر مطابق ہے۔ قوت مدرکہ یا وقوف
عامہ سے اس کو کوئی انحراف نہین ہے اور نہ کسی درجہ مین عدل و رحم کی فطرتی تحریک
کے یہ مخالف ہے۔ اس کو ان امور کے اعتقاد کی احتیاج نہین ہے جو من قبیل خوارق العادات
ہین اور نہ باطل اوہام و غیر ممکن اصول کی قبولیت کی ضرورت ہے۔ خیالات اقوال
و افعال کی پاکیزگی صفائے ظاہری و باطنی۔ خلوص کے ساتھ مستحکم و غیر متزلزل
رجحان باریتعالی کی جانب۔ بےغرضی سے برادرانہ محبت۔ یہ خاص اغراض تلاش کردہ
ہین اور یہ مطالب ایسے مکمل ہین جنکا ذہن نشین کرلینا ہر شخص کے امکان مین ہے

پیغمبر صاحب نے شد و مد کے ساتھ بیان کیا کہ نماز مذہب کی بنیاد ہے اور
اونھون نے اپنے طریق مذہب کے دیگر ارکان کی بہ نسبت اسپر بہت زیادہ زور
دیا تاکہ نماز کی وقعت و عظمت زیادہ تر توضیح سے ظاہر ہو و نیز دیگر ارکان کی تعمیل
منضبط رہے۔ وضو کا حکم دیا گیا۔ یہ اونکا عین ارادہ تھا کہ وہ طہارت کا خیال ایک
موثر اور مستقل طریقے کے ساتھ اپنے مقلدین کے دلنشین کردین۔ طہارت کے قاعدہ مین
مثل دیگر قواعد کے ہم بلا تامل دیکھتے ہین کہ اونھون نے نفاذ عادت کو سمجھا اور پسند کیا
کوئی مسلمان جو روزانہ اوقات معینہ کا نماز گذار ہے کبھی نماز کا قصد بلا خیال وضو
نہ کریگا اور اسطرح کم سے کم دن مین پانچ مرتبہ اوس کو ہاتھ منھ پاؤن صاف کرنے

پڑھتے تھے۔ اور بلحاظ اس کے کہ حکم مذہب کے لباس کے لئے ہین درجہ آخر تک وہ
ظاہر رہتا ہے اور یہ اوسط بہ نسبت کسی دوسرے مذہب کے بہت زیادہ ہے
اس طرح سے اون کو جسمانی صفائی کی ایسی عادت ہو جاتی ہے کہ وہ اس سے کسیطرح
بلا انحراف مذہب انحراف نہین ہوسکتا اس مضمون کے متعلق جتنی شہادتین موجود ہین
اون سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کا یہی مقصد نہین تھا کہ صرف مونھ اور ہاتھ
پاؤن خوب صاف رکھے جائین بلکہ جسم کے کل حصے اور لباس طاہر ہونے چاہئین
جبکہ مونھ کعبہ کی طرف کیا جاتے اور دل خدا کی جانب ۔

کوئی ذی فہم طبیب اس سے انکار نہین کریگا کہ جسمانی صفائی ۔ عادات معینہ اور غذائے
سادہ معین صحت جسمانی نہین ہین روحانی فلسفی کا اصرار ہے کہ تاخیر اوقات ۔ غیر معین
عادات ۔ مختلف اقسام کی اوباشی عیش و عشرت مین منہمک رہنا جسمانی صحت کے واسطے
بھی اوسی طرح مضر ہے جسطرح اخلاقی صحت کے لئے ۔

اسلامی طریقے مین اوقات عبادت ناقابل تنسیخ طور پر معین کئے گئے ہین ۔ نماز
اول اوس وقت مین ادا کرنی چاہئے جبکہ آفتاب کی پہلی کرن افق مشرق کو منور کرے ۔
طلوع آفتاب کے بعد تا وقت ظہر نماز نہین پڑھنی چاہئے ۔ پس کل مسلمانون کو قبل
طلوع آفتاب بیدار ہونا چاہئے ۔ نماز دوم بارہ و دو کے درمیان ہونی چاہئے ۔

سوم چار پانچ کے بین - چہارم ٹھیک جسوقت کہ آفتاب کی روشنی مغرب مین زائل ہو جائے - پنجم بوقت عشاء - نماز بوقت نصف شب نہایت مستحسن سمجھی گئی ہی لیکن وہ واجب نہین ہی - نماز پنجگانہ کے قبل نماز گزار کو آیت قرآنی مندرجہ ذیل کے مطابق عمل کرنا چاہیے "فغسلو وجوھکم وایدیکم الی المرافق و امسحو برؤسکم وارجلکم الی الکعبین" اس کمل طریق عبادت سے یہ منشا ظاہر ہوتا ہی کہ صفائی اور خوش اسلوبی کی عادت ہوجاتے جس کے اخلاقی نتائج کی بابت کچھ کہنے کی ضرورت نہین ہی - انسان عادت کا محکوم ہوتا ہی اور مثلاً جب کبھی وہ کسی خندق مین گر جاتا ہی تو بلا کسی غیر معمولی کوشش کے اُس سے باہر نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے تاوقتیکہ وہ اُس چیز کا تعاقب نکرے جو زمین سے کسیقدر قریب ہی - پس اگر کسی شخص کا روزانہ نماز پنجگانہ کا معمول ہوگا تو یہ عادت تا دم مرگ اُس سے ملحق رہے گی اور جسقدر مذہب کے اصول مبادی کا علم ترقی پذیر ہوگا اوسیقدر اوس کی عادت مین شوق و مستعدی کے ساتھ ترقی ہوگی -

اسلامی طریقہ کی دیگر دانشمندانہ تجاویز مین سے ایک قاعدہ نماز جماعت کی متعلق ہی ہر مسلمان کو یہ تعلیم دیجاتی ہی کہ حتی الامکان جماعت کے ساتھ نماز پڑھے اس قاعدہ کی بابت بہت سے معقول وکافی دلائل موجود ہین جنپر بعنوان فلسفہ اسلامی

استحکام ہو سکتی ہے۔ لیکن اس وقت ہم اسکے صرف دو ہی منظر پر نگاہ کرتے ہیں۔ اول تو اس سے یہ مراد ہے کہ قومی تفریق معدوم ہو جاتے آقا و ملازم ایک عام سطح پر خدا کے رو برو حاضر ہوں جسکے نزدیک کل انسان مساوی ہیں اور امیر و غریب سوداگر و دوکاندار۔ اہلِ حرفہ وغیرہ جماعتوں کی طرح مسجد میں نماز کے وقت پہلو بہ پہلو کھڑے ہوں اور جب کبھی کوئی گروہ مسلمانوں کا وقت مذکورہ پر وارد ہو تو اون میں سے ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنے ذاتی اعزاز کو علیحدہ کر کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔ یہ بھی ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر وہ کہیں پر وارد ہو اور نماز کا وقت ہو جاتے تو اوسکو نماز ادا کرنی چاہیے اور اگر جگہ مناسب نہو تو اس سے بہتر موقع تلاش کرنا چاہیے۔ نماز کے متعلق جتنے قواعد ہیں اونکا حقیقتاً یہی منشا ہے کہ معاملات میں ایمانداری و راستی کا برتاؤ کیا جاتے۔ مذہب کی جانب بدرجہ اتم انہماک ہو اور ایک برحق خدا کی پرستش کیجائے۔ یہ عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ شخص ابنی کو مسلمان کہہ سکتا ہے جو خدا کی وحدانیت اور پیغمبر صاحب پر نزول وحی کا اعتقاد بیان کرے لیکن وہ شخص اسلام کا سچا معتقد ہرگز اوس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ رجوع قلب سے نماز نہ پڑھے اور اس کی نماز کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ اوس کی روح کو تقرب خدا حاصل ہو۔

قرآن کا حکم ہے "یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم
لعلکم تتقون" یہ ایک قانون مقررہ ہے اور کرۂ ارض کے ہر طبقہ مسلمانان
مین کم و بیش اخلاص کے ساتھ سالانہ ماہ رمضان مین اسکی تعمیل کیجاتی ہے مسلمانون
کے سال کا نوان مہینا رمضان ہے اور قبل از طلوع بیاض سحری تا غروب آفتاب روزانہ
روزہ رکھا جاتا ہے۔ یہ مہینا رمضان دو وجہون سے کہا جاتا ہے یا تو یہ کہ گرم موسم
مین واقع ہوتا تھا یا یہ کہ مہینے بھر کا روزہ آدمیون کے گناہون کو جلا دیتا ہے
ہمیشہ سے ہر مذہبی طریقہ کا ایک جزو روزہ ہے کیونکہ وجوہ کو اوس کے بانیان طریقہ
ہی خوب جانتے ہین اور وہ لوگ جنھون نے حیات کے افشائے راز مین فکر وسعی کی ہے
تاریخی سلسلے کو وقت سے لیکر پیغمبر صاحب کے زمانہ تک یہ امر معلوم ہوتا ہے
کہ جتنے الہامی ہادی مذہب گذرے ان سب لوگون نے اپنے مقلدین کو تعلیم روزہ داری
کی۔ اور جن لوگون نے دنیا کے کسی حصہ مین روحانی رفعت حاصل کرلی اونھون نے
بھی اس کی تعمیل پر اصرار کیا۔ پس اس سے یہ نتیجہ مستخرج کرلینا مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ اس کے متعلق کوئی مستحکم سبب ہے۔ یہ ایک مسلم الثبوت مسئلہ ہے کہ جسقدر جسمانی طاقت
و توانائی مین ضعف ہوتا جائیگا اوسیقدر روحانی قوت مین تیزی و زیادتی ہوجائیگی
جس وقت مین کہ ہمارا معدہ خالی ہوتا ہے۔ ہم نہایت سہولت سے غور کرسکتے ہین اور

اپنے خیالات کو بآسانی قابو میں رکھ سکتے ہیں بمقابلہ اس حالت کے جبکہ ہم خوب شکم سیر ہوتے ہیں۔

جس علم میں کہ روح وجسم ایک شی یعنی مادی ہے اوس کے جدید انکشافات کے لحاظ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے میں کوئی نمودی عمدگی ہے اور یہ ایک محض طریقہ نمو توہم یا صرف طریق انضباط نہیں ہے۔ اسکا اصلی مقصد روح کو دنیاوی خیالات وخواہشات کے بوجھ سے سبکدوش کرنا ہے اور روحانی حقیقت کے استقبال کے واسطے مستعد رہنا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ یہ ایک تزکیہ وتصفیہ روح ہے تاکہ اوس کو اس اعلیٰ ترین روح کی حضوری کی قابلیت ہو جائے جو ہر شخص کے رگ گلو سے قریب تر ہے۔

لیکن اسوقت ہم کو صرف صوم کے ترتیبی نتائج سے سروکار ہے جو ان روزہ داروں کے واسطے غایت درجہ مین فائدہ بخش ہیں جو اس فرض کو بہ خلوص واحترام ادا کرتے ہیں اور اگر عادتاً بھی بلا کسی خیال علوی مقاصد کے اسپر عملدر کیا جائے تو ایک مسلمان روحانی تحمل کی راہ سے کسیقدر فاصلہ پر جا رہتا ہے جہاں وہ اس حالت میں بھی پہنچ سکتا تھا جبکہ وہ روزہ داری کی کوشش نکرتا۔ البتہ روزہ دار میں جسقدر صدق وخلوص زیادہ ہوگا اوسیقدر مدارج بلند ہونگے اور عاقبت مین اجر عظیم حاصل ہوگا۔

امکا ہر شخص مجاز ہے کہ وہ اپنے واسطے جو طریقہ مناسب سمجھے اختیار کرے لیکن معلوم

رہنا چاہیے کہ مذہبی قانون روزہ داری کا حکم دیتا ہے۔ خدا کی اطاعت صلہ کے لائق

ہے لیکن خلوص شادمانی کے ساتھ ہر حال زیادہ مستحسن ہے بہ نسبت اس کے کہ بددلی اور

بے پروائی سے بجا آوری ہو۔

جسطرح ہفتہ میں ایک دن اور دن میں پانچ مرتبہ خدا کی جانب رجوع ہونا پڑتا ہے اوسی طرح

سال میں ایک مہینا روزہ کے سبب سے خدا کی نذر کیا جاتا ہے۔ اس مہینے میں ہر مسلمان

کو یہی لازم نہیں ہے کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک صرف خورونوش سے باز رہے

بلکہ روزہ باطل ہو جاتا ہے اگر اس ماہ میں غصہ کیا جائے۔ خواہش نفسانی ظاہر ہو

یا غیبت و دروغگوئی کیجائے۔ کمینہ خواہشات کو ضبط کرنا بھی اوسی درجہ میں روزہ کا

جزو ہے جس طرح آب و طعام سے پرہیز کرنا ہے۔ پس کیا کسی شخص کے واسطے ممکن ہے

کہ وہ سال میں ایک مہینے تک نیک خصلت رہے بغیر اس کے کہ اوس نے اپنی مجموعی حالت

بقیہ گیارہ مہینوں میں کسی حد تک فائدہ بخش رکھی ہو۔

روزہ کا خاص مقصد علاوہ کمینہ خواہشات نفسانی کی عارضی ترتیب کے زیادہ تر

مرتفع ہے۔ یہ ایک معقول تجویز ہے اگر صدق و عرفان اور عبادت گزاری کے طریقے

سے اسپر عمل کیا جائے تو لامحالہ یہ انسانی روح و ذات باری کے درمیان ایک قریبی تعلق سا

جنکی بابت قرآن مجید کہتا ہے کہ وہ رگ گلو سے قریب تر ہے
اب اگر یہ صحیح ہے کہ روزہ و نماز با استغراق کا اثر و منتج فوراً ظاہر ہوتا ہے تو اب
طعام کا احتراز روحانی قوت کو حیوانی خواہشات پر غالب کر دیتا ہے اور روح بارادہ
خدا کی جانب پیش و حاضر کی جاتی ہے—

صریحی پیغمبر صاحب کا یہ قصد تھا کہ وہ اپنے مقلدین کو مش طہارت و نماز کے حصول عادت
صوم کی بھی ترغیب دین تاکہ یہی عادات انکی اولاد مین نسلاً بعد نسلاً قایم رہین اور اس طریقہ
کے مطابق جملہ نوع انسان راہ راست اختیار کرین - بارہ سو برس گزر چکے ہین
لیکن وہ رمضان کا انتظار کیا جاتا ہے اور دنیا کے جملہ فرقہ مسلمانان مین اسکا احترام
کیا جاتا ہے - کیونکہ ان لوگون نے روزہ داری کی عادت حاصل کر لی ہے اور وہ اوسنے
ملحق ہو کر اس درجہ مین منفی ہے کہ اونکے دائرہ خیال سے بھی باہر ہے—

جس شخص نے دقیق اور غیر متعصبانہ نگاہ سے اسلامی طریقہ کو جانچا ہے وہ کہہ سکتا ہے
کہ کس معقولیت اور دانائی سے اسکی ترتیب کی گئی ہے اور کسقدر وسیع و پراثر نتائج
حاصل ہو سکتے ہین اگر صدق و عرفان سے اسپر عمل کیا جاتے - ہم سب عادت کی قوت
سے آگاہ ہین خواہ وہ مستحسن ہو یا قبیح اور گناہ و برائی مین مبتلا ہو جانا کس قدر آسان ہے
اس نسل مین بہ نسبت صالح ہونے کے بدکار رہنا بہت سہل و آسان معلوم ہوتا ہے

اسلامی اعمال کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ اسکی بابت کسی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر مذہبی طریقہ کا یہ ایک جزو ہے اور بخشش کرنے والے کے حق میں اوسی مناسبت سے فائدہ بخش ہے جس قدر کہ اس کو اپنی داد و دہش کے ساتھ بے تعلقی ہے

چوتھا رکن صیغہ اخوت ہے۔ پیغمبر صاحب نے جسوقت سے مدینہ میں سکونت اختیار کی منجملہ دیگر امور کے یہ اونکا پہلا کام تھا کہ اوضون نے جلسۂ اسلامی اخوت کی ترتیب شروع کی اور اس اخوت میں وہ صادق اور وفادار اشخاص شامل تھے جو اتصال کے ساتھ باہم گر اوسوقت میں مجتمع تھے جبکہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں وہ لوگ مصائب و تکلیفات کے انبار میں دبے ہوئے تھے اور تیز روی سے ترقی کرنے والے غول کے ساتھ اوسوقت تک شانہ بشانہ ہوکر ثابت قائم رہے جب تک کہ اوضون نے اپنی مذہبی آرزو سے تمامی مشرق کو معمور نہیں کر دیا۔ اسلامی طریقے میں صیغہ اخوت ایک نہایت ضروری ترکیب ہے اور پیغمبر صاحب کی تمامی عمر کی تعلیمات میں برادرانہ محبت کا ایک مستحکم خیال موجود ہے اور مثل ایک نقرئی سلسلہ کے میدان طلا میں مسلسل ہے۔

جب تک کہ جوہر اخوت اسلامی طبقہ میں قایم رہا اور برادرانہ محبت و مودت کا شعلہ حامیان مذہب حق کے دلون میں مشتعل رہا اس وقت تک اسلام نے اپنی اقتدار و حکومت کے سمت الراس میں ناقابل مزاحمت ترقی جاری رکھی۔ لیکن جس وقت سے کہ

نفاق و اختلاف نے اپنا ظہور کیا اسلامی بانی کی وفات میں نسبت شروع ہو گیا اور پیشین گوئی کرنے والی قوت نے ان موانع کے شکست کرنے میں اپنی کو تمامتر ناقابل پایا جو اوسکی سدراہ ہوتیں ۔

حج پانچواں رکن ہے اور یہ برادرانہ خیال کے نشوونما کی بنیاد ہے ۔ موجودہ زمانہ میں ہر مسلمان سے یہ توقع کیجاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ سفر مکہ اختیار کرے پیغمبر صاحب کا صرف یہ خیال تھا کہ وہ اپنے معتقدین کو ملک کے چند اطراف سے سال میں ایک دفعہ مقام واحد مجتمع کریں تاکہ وہ لوگ یکجا ہو کر عبادت کر سکیں اور اس رغبت زندگی میں باہمدگر تحریک حاصل کریں جو اوضوں نے اختیار کر لیا تھا ۔

ناظرین رسالہ کو ان ارکان خمسہ سے یہ نتیجہ نکالنے میں ناکامی نہیں ہو سکتی کہ یہ کیسا سادہ و پر اثر طریقہ ظاہری و باطنی ترتیب کا ہے اگر تمام و کمال سمجھ لیا جاوے اور صدق و عرفان سے اسپر عمل کیا جاوے ۔ اسلامی قوانین جسطرح باعث نشوونمای طریقہ ہذا ہیں اسی طرح ان تمدنی و مقامی حالات کے موجب ہیں جو مدت دراز سے مشرقی ممالک میں رائج ہیں اور جن کو مذہب سے کچھ علاقہ نہیں ہو سکتا اونکا مختصر بیان آئندہ و قلمبند کیا جاویگا ۔
ایک دوسرا امر بہت زیادہ قابل تعریف اس مذہب کا یہ ہے کہ اس میں کوئی مخصوص طریقہ رسم امامت کا نہیں ہے ۔ اسلامی طبقہ کا ہر شخص خدا کے سامنے بالکل مساوی حالت سے کھڑا

ہوتا ہے۔ ان لوگوں میں صرف یہی ظاہری و باطنی پاکیزگی کا فرق ہے جو فطرتی طور پر پیدا ہوتا ہے۔ امام جو مسجد میں پیش نمازی کرتا ہے یا جمعہ کے دن خطبہ پڑھتا ہے ہر شخص ہو سکتا ہے۔ چاہے وہ سوداگر۔ دستکار۔ یا اہل حرفہ کیوں نہ ہو۔ البتہ اوس کو اسکا علم ضرور ہونا چاہئے کہ قرآن کیونکر پڑھا جاتا ہے اور دوسرا یہ امر لازم ہے کہ وہ اپنے مذہب کا سچا متسلد ہو۔ اس کو کوئی تنخواہ نہیں ملتی اور تمدنی حالت میں اوسکا درجہ کل مقامی اسلام کے مساوی ہوتا ہے۔ موذن جو نماز پنجگانہ کے واسطے روزانہ اذان کہتا ہے اس کو اپنے کام کا ایک قلیل معاوضہ ملتا ہے۔ اوس کے فرائض وقت طلب ہیں اور معمولاً وہ طبقۂ ادنی سے ہوتا ہے جسکی نسبت یہ ممکن ہے کہ کسی ایسے پیشہ میں مصروف ہو جائے جس کے سبب سے وہ بپابندی روزانہ نماز پنجگانہ میں نہ شریک ہو سکے تاوقتیکہ اوسکی اور اوس کے خاندان کی کفالت کا بندوبست جماعت سے نہ کیا جاوے۔ امام اکثر سوداگر یا اہل پیشہ ہوا کرتے ہیں جو خود اپنے متکفل ہوتے ہیں اور روزانہ اپنے بیش بہا وقت کے حصہ کو اپنے مذہبی کام میں اس امید سے صرف کرتے ہیں کہ اس کا اجر آیندہ زندگی میں ملے گا۔

چوتھا باب

اسلام بحیثیت فلسفیانہ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ (پارہ ختم سورۃ الشمس ۹۱)

ایک ہی مذہب برحق ہی اور ہو سکتا ہی۔ اگرچہ تمامی مختلف و متعدد طریقے جو معمولات انسانی مین ہین کم وبیش اپنی ایک حقیقت پوشیدہ رکھتے ہین بہ تعمق اور بلا تعصب نگاہ سے اگر امتحان کیا جاے تو جملہ پیغمبرون کی ہدایات مین ہم کو بے تکلف اس حقیقت کا نشان معلوم ہو سکتا ہی۔ عیسائیون کی کتاب مقدس سے بعد تخرج زوائد و تحریفات ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ یہ بین طور پر یسوع ناصری کا تعلیم کردہ ہی۔ لیکن اونھون نے قبل تکملہ رسالت انتقال کیا اور اُس طریق عمل کے قایم کرنے مین وہ ناکام رہی جس سے اونکے مقلدین کے دلون مین استحکام کے ساتھ حقیقت کا قیام ہوجاتا۔ یہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اونکے ساتھ جو بارہ حوارین تھے وہ سب اونکی حقیقت تعلیم کے حصول سے تمامتر قاصر رہے اور حضرت مسیح کے مطالب سے واقف نہ ہوے۔ جو موجودہ طریق مسیحی کہا جاتا ہی

وہ دراصل پال کی تعلیم پر مبنی ہے اور یہ حضرت مسیح کی موت کے تین صدی کے بعد واقع ہوا - صرف یہی نہیں کہ پال نے یسوع ناصری کو کبھی نہیں دیکھا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی تعلیمات کی بابت اوس نے ایک سخت مہمل خیال اپنے ذہن مین قایم کر لیا -

محمدؐ صاحب جو خاتم النبیین اور جملہ انبیاء مرسلین مین جلیل القدر تھے اوضون نے اپنے مقلدین موجودہ کو اس عظیم الشان حقیقت کی صرف اسطرح سے نہین تعلیم دی کہ وہ لوگ ظاہری طور پر سمجھ لیتے بلکہ اوضون نے اصول مرتب کئے اور ایک مکمل و مسلّم طریق عمل اسطرح پر بااستحکام قایم کر دیا تاکہ باشندگان عرب کے دلون مین نقش کالحجر ہو جاوے اور ہر زمانہ مین دنیا کی کل اقوام مین نسلاً بعد نسلاً جاری رہے اوضون نے کامل طور پر تبلیغ رسالت کی قبل اس کے کہ خدا نے اونکو اس کے اجر کے واسطے طلب کیا اور اوضون نے گنہگار بندون کے لئے جو حقیقت بطور ملکیت کے چھوڑی وہ اون کے مرتفع و پاکیزہ خیالات کی ایک عظیم الشان یادگار ہے -

جب مین فلسفہ اسلام کی جانب رجوع کرتا ہون تو ایک مصنوعی عیسائی نہایت حیرت سے چلا اوٹھتا ہے - "کیا حقیقتاً اسلام کسی ایسے فلسفہ پر مشتمل ہے جسکی طرف اس تعلیم یافتہ زمانہ مین سنجیدگی کے ساتھ توجہ کی جاوے" البتہ جس طرح یہ ایک مذہب ہے

اوسی طرح ایک فلسفہ بھی ہے اور یہ اس قابل ہے کہ ہر شخص اسپر تعمق و تنقید کی نگاہ سے توجہ مبذول کرے گو وہ کیسا ہی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ کیون نہو۔

اس مضمون کے اختیار کرنے مین ہمارا فائدہ ہے کہ جہانتک انسان کی مذہبی تحریک طبعی کی جانب بلا ارادہ رجوع ہو جائینگے اور اس کے ممکن و محتمل سبب کی تحقیق مین کوشش کرینگے ہر زمانہ مین ہر فرد بشر۔ ہر فرقہ کے خیالات مذہب اور جداگانہ طریق عبادت کے خاص قسم کے رہے۔ اسکی بابت ناممکن کہنا بہت مشکل ہے کہ آجکل شایستہ مسیحی حکومت کے باہر کوئی گروہ نوع انسان کا دستیاب ہو سکتا ہے جو کسی قسم کا کوئی طریقہ اپنے مذہبی خیالات کے اظہار کے واسطے نہ رکھتا ہو۔ بحر پاسفک[1] کے بعض جزایر مین چند اقوام ہین جنکی نسبت جہانتک علم ہو سکا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونکا کوئی تعلق ایسے لوگون سے نہین ہے جو مذہب کے کسی مروجہ طریقہ کے معتقد ہین۔ لیکن تاہم اونمین مذہبی رسوم جاری ہین اور اونکا یہ بھی عقیدہ ہے کہ موت کے بعد پھر ایک دوسری ہستی ہوتی ہے اور یہ مسیحی اور اسلام و بدھ مذہب والون کے عقائد سے بہت قریب ہے۔ جزائر فلپین[2] کے کوہستانی حصّون مین وحشی اقوام ہین جن کو اسپینیرڈ کبھی مغلوب نکرسکے اور جن کو سفید رنگ کے چہرہ والون سے سخت نفرت ہے اور جو سوا اپنے ملک اور اپنے مذہب کے کچھ نہین جانتے

---

۱ بحر پاسفک ایشیا اور امریکا کے درمیان مین واقع ہے اسکا رقبہ ....۸ کروڑ میل مربع ہے۔ یورپ کا رہنے والا بلبوا ہی اول شخص تھا جس نے ۱۵۱۳ء مین بحر پاسفک کو دیکھا۔

۲ ایشیائی جزیرونکا مجموعہ۔ انکی تعداد بارہ سو ہے۔

لیکن اونمین بھی مذہبی صحیفے اور مذہبی خیالات اس طرح کے موجود ہین جو اس زمانہ کے سُنت عقیدہ فرقہ مسیحی سے بہت مشابہ ہین۔

اس مذہبی استعداد کا کیا سبب ہی جسکی نسبت شہادت متصلہ سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ مثل کسی دوسری قابلیت کے بالکل برائے نام ہی یہ صرف کسی اتفاق یا تعلیم کا نتیجہ نہین ہوسکتا کیونکہ جہانتک تاریخی دسترس ہی جب اُس سے نوع انسان کے اگلے زمانہ کا بخوبی مقابلہ کیا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جہان تعلیم لامعلوم تھی وہان اسکی قوت بہت زیادہ تھی۔ جسطرح یہ انسانی فطرت کا ایک جزو غیر ترتیب و ناشایستہ حالت مین ہی اوسی طرح انسانی فطرت کا جزو اعلی درجہ کی شایستہ اور تربیت یافتہ حالت مین بھی ہی۔

ہم اکثر مذہب و حکمت کے درمیان ناقابل انسداد نزاع سُنتے ہین۔ لیکن اس کے صرف یہی معنی ہوسکتے ہین کہ نزاع درمیان اُس حکمت اور عقائد کے جس مین رُوح وجسم کو ایک شی سمجھتے ہین۔ ان دونون کے مطابق کرنے مین ہمشہ کل کوششین تمامتر فضول وبے سُود ہوتین اور ہونگی لیکن سچّی حکمت اور حق مذہب کے درمیان کوئی نزاع نہین ہوسکتی۔

قبل اس کے کہ ہم مروجہ عقائد کا تجزیہ کرین یا اسپر غور کرین کہ علم حکمت کیا چاہتا ہے ہم کو اس امر پر نظر کرنی چاہیے کہ علم حکمت کن چیزون سے بے بہرہ ہے۔ ہم درختون کی روئیدگی اور پھولونکی شگفتگی ایک مستقل و غیر متبدّل حالت کے ساتھ دیکھتے ہین جنکی

نسبت حکما کا قول ہو کہ یہ اسرار ممتنع الذکر ہیں - اُن لوگوں نے ابتک بالکل
نہیں بتلایا کہ حقیقتاً زندگی کیا چیز ہی اور فی الواقع روح کی ہستی ہو یا نہیں اور اگر ہے
جسم کی موت کے بعد اُسکی کیا حالت ہوتی ہو - ایک تعلیم یافتہ طبیب انسانی جسم کے ہر رگ
پٹھے ہڈی اور عضو کے نام مع فصل مقام بحر نطحال کے بتلا سکتا ہی لیکن تاہم وہ اُس
قوت سے بالکل لاعلم ہی جو جسم کو جاندار کرتی ہی - سانس لینے والے آدمی میں نفرت
اور محبت اور کل خواہشات نفسانی اور انسانی میلان خاطر کا مادہ پیدا کرتی ہو - چھرا یا
گولی دل و دماغ میں پیوست ہو کر جاندار شکل کو ایک غیر متحرک اور بیجان تودہ کی قطع
میں مبدل کر دیتا ہی جو فوراً متعفن و فاسد ڈھیر ہو کر ایک جدید زندگی کیڑے مکوڑے
کی شکل میں پیدا ہو جاتی ہی - کیا کوئی حکیم انسان کو سابق کی طرح زندہ کر کے اُس میں
محبت و نفرت کی قوت پیدا کر سکتا ہی - نہیں - اور اس سے کوئی ایسی شی خارج ہو گئی ہو جو
پھر داخل نہیں ہو سکتی - وہ کیا شی ہی اور کیا ہو گی - حکمت اس جگہ بالکل گنگ ہی - کیا
حکمت بتلا سکتی ہی کہ برقی قوت کیا چیز ہو - نہیں - لیکن تاہم علم مغربی اطراف میں اور خاص
امریکہ میں بعض لوگوں نے اس دقیق مخفی قوت کو حاصل کر لیا ہی اور مختلف طریقوں سے یہ
ہمارے مصرف میں ہی - ہم اپنے کوچہ و بازار کی گاڑیوں میں اس سے کام لیتے ہیں
اور گھروں و مکانات میں اس کے ذریعے سے روشنی پھیلاتے ہیں - ہم اس کے ذریعے

انسانی آواز صدہا میل تک لے جاتے ہیں بلکہ تحریری مراسلات ہزاروں میل تک
اور یہ کیا ہی حکمت بالکل لاعلم ہے حکمت سے ایک معقول صحت کے ساتھ طوفان کی آمد
معلوم ہو سکتی ہے لیکن وہ اس کے بتلانے سے قاصر ہی کہ وہ کونسی قوت ہے جسکے سبب سے
گرج طوفان یا دھیمی ہوا پیدا ہوتی ہے۔ حکمت ناواقف ہی کہ نوم کیا چیز ہی اور ہم لوگ
خواب کیوں دیکھتے ہیں۔ یہ ہمکو یہ بھی نہیں بتلا سکتی کہ ہم کسطرح اور کسواسطے خیال کرتے
ہیں۔ حکمت نے ہمارے اُس عقیدہ کی تہذیب کے متعلق بہت کچھ کیا جس میں ہم جسم و
روح کو ایک شی سمجھتے ہیں اور یہ اُن اشیا کے درمیان متیقن و حاکمانہ روشنی سے
جستجو کرتی رہی جنکی آزمایش کیمیای طریقے سے کر سکے۔ لیکن عجائبات موت و حیات
کے مواجہ میں و نیز اُن حیرت افزا قوانین کے معائنہ سے جو مختلف اطور پر حکومت کرتے ہیں
اور جسکو ہم قدرت کہتے ہیں یہ بیچارگی کے ساتھ سرنگون ہو جاتی ہے۔
تاہم ہمارے دانشمند فلسفی سنجیدگی و سرگرمی سے اُس نزاع کی بابت گفتگو جاری رکھتے
جو درمیان حکمت و مذہب کے واقع ہے گویا حکمت نے اُن جملہ مراتب سے وقوف حاصل کر لیا
ہے جو انسان و قدرت کے متعلق اس کو معلوم کرنا چاہیے جن امور سے حکمت واقف
ہے اور جن سے لاعلمی ہے مقابلہ کیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ اگر کوئی شخص اعلیٰ درجہ کے
حقائق سے واقفیت حاصل کرنے کی خواہش کرے تو حکمت اُس جانب رہنمائی کرنے

میں تمامتر تو صرف ہے۔ مجھے اس موقع پر ناظرین کو یقین دلانا چاہئیے کہ حکمت جدید میں جتنے معلوم شدہ مسائل ہیں وہ اس اعلیٰ حکمت کے ان اصول سے بہت متعلق ہیں جن سے اس زمانہ تنزل میں بہت ہی کم واقفیت ہے۔

کوئی شخص جانتا ہے کہ خیالات کیا ہیں؟ میں ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ انھوں نے کبھی ان اغراض کے تجربہ کی کوشش کی ہے جو انکی زندگی کے مختلف افعال کے محرک ہیں۔ ایک بڑے دانشمند فلسفی کا مقولہ حسب ذیل ہے۔

"اپنی ہی اغراض کا بھی ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ بعض اوقات ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ کام ہم کیوں کرتے ہیں۔ گو ہر دلیل اوس کے مخالف ہو۔ نہ عادت نہ رغبت تجربہ فرض یہ سب ایک طرف کیوں نہوں۔ لیکن ان جملہ واسطے ہم اپنے کو علیحدہ کرکے اس کام کو کرتے ہیں"

کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ تم سکوت میں بیٹھو اور اپنے ان خیالات کے جو آپ سے آپ بلا کسی آورد کے اوہام کے مانند تمھارے سامنے آتے ہیں نگران رہو اونمیں سے کسی ایک کو دس یا پانچ منٹ جتنی دیر کہ تم سے ممکن ہو اپنے ذہن میں رکھنے کی کوشش کرو۔ ایک منٹ بھی وہ خیال تمھارے ذہن میں نہ ٹھہرا ہوگا کہ دیگر خیالات کا ہجوم ہو جائیگا اور وہ تمھاری گرفت سے نکل جائیگا اور قبل اس کے کہ تم اپنی اصلی حالت پر راجع ہو وہ تمھاری دسترس

سے باہر ہو جائیگا۔ پس کیا تم اپنے خیالات کے مالک ہو اور کیا تم اپنے تئین اختیار مین رکھ سکتے ہو ؟ ۔

لیکن مین سنتا ہون کہ بعض آدمی کہتے ہین کہ ان امور پر گفتگو کرنے اور غور کرنے سے کیا فائدہ ہی جبکہ وہ اسرار ہین اور جنکا انکشاف کسی شخص سے نہین ہو سکتا۔

وہ ایسے اسرار نہین ہین جو منکشف نہو سکین لیکن یہ سچ ہی کہ وہ حکمت جسمین جسم و روح ایک شئی ہے اس معمّے کو نہین حل کر سکتی کیونکہ وہ اس راہ پر چلتی ہی جو اسکو حقیقت سے دور لیجاتی ہی اور وہ ان طریقون کو قطعاً ترک کر دیتی ہی جو بتوضیح انسان کو بتلائے گئے ہین جس شخص نے محمدؐ صاحب کی روحانی انکشاف کا صحیح ادراک حاصل کر لیا ہی وہ ایک لحظہ کے واسطے بھی اسرار موت و حیات کے جاننے مین شبہ نکریگا۔ یسوع ناصری بھی اون کو جانتے تھے اور دیگر پیغمبران برحق کو بھی علم تھا۔ ایک حقیقت اور صرف سچّی حکمت از ابتدائے ظہور انسانی بذریعہ ایک طویل سلسلہ پیغمبران تا محمد صاحب قایم کی گئی اور یہ حقیقت نوع انسانی کو عطا کی گئی لیکن عوام الناس نے اوسکی طرف سے روگردانی کی وکور باطنی سے اس لغو عقیدہ کے معتقد ہو گئے جس مین جسم و روح ایک شی ہی۔ اور تلاش دولت عیش و مسرت مین آوارہ رہے۔

ہمکو تامل کرنا چاہئے اور اہم مسئلہ پر غور کرنا چاہئے کہ پیغمبرونکی تعلیمات اور اس حکمت

سے جس مین جسم و روح ایک شی ہی ۔ نیز اپنے روزانہ تجربات سے ہم کو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ ہم لوگ عالم حیوان سے جداگانہ ہین انسان بوجہ آزادانہ فعل و خیال دماغی طاقت
اور قوت ممیزہ کے حیوانون سے مرجح ہی اور ہونا چاہیے اگرچہ آدمین کم و بیش کسی حد تک
خواہشات حیوانی ہین لیکن کیا وہ اپنی کیفیۃ اغراض و طبیعت مین حیوانون سے اسقدر
زیادہ جداگانہ ہی ۔ ہم کو غور کرنا چاہیے مکڑی ایک مناسب موقع مین اپنا جالا لگاتی ہے
جہان بعض بدنصیب مکھی اُس مین پھنس جاتی ہی ۔ پس جہانتک ہم اسکی بابت غور کرسکتے ہین
مکڑی کی کیا غرض ہی ۔ کیا تم یقین کرتے ہو کہ وہ ٹھہر کر غور و تامل کے ساتھ دلیل پیدا
کرتی ہی کہ اگر وہ مکھی کو کھاے گی تو اوس کی جسمانی ترتیب کو مدد ملے گی ۔ نہایت معقول
و منطقی نتیجہ تو یہ ہی کہ اس امر کا اوسے ہرگز خیال ہی نہین ہوتا بلکہ وہ ایک غیر مغلوب تحریک
کے ساتھ مکھی کو پکڑ کر کھاجانے کے واسطے مجبور ہی ۔ یا یہ اوسے معلوم ہوگیا ہو کہ مکھی خوش
ذائقہ ہوتی ہی ۔ لیکن اوسکی عام حالت سے ہم یقین کرتے ہین کہ اُس مین دلیل کرنے کی
قابلیت نہین ہی ۔ فرض کرو کہ دنیا کی تمام مکڑیون مین یہ تحریک پیدا ہو جاے کہ وہ
مکھیون کے کھانے سے باز رہین تو اس جنس کا ظہور مسدود ہو جاے گا اور وہ معدوم
ہو جاے گی لیکن انسانی عنکبوت اس سے جداگانہ ہی اوس مین دلیل کرنے کی قابلیت
ہوتی ہی اور جب وہ انسانی فدیہ کے پکڑنے کو جالا لگاتی ہی تو وہ اندازہ کرتی ہی کہ اس فدیہ

سے کتنے ڈالر حاصل ہونگے۔ ان ڈالر کو لیکر کیا کوئی نیک کام کیا جائیگا۔ اپنے انسانی بھائیون کی بھلائی و کامگاری مین صرف کیا جائیگا۔ بعض اوقات تو یہ خیال ہوتا ہی لیکن معمولاً ان روپیون سے اپنے ہی آرام وآسایش کا سامان مہیا کیا جاتا ہے اور ہوا وہوس نفسانی وخواہشات حیوانی حاصل کیجاتی ہی۔

گاے و گھوڑے خورونوش کے واسطے مجبور ہین لیکن یہ کسی باقاعدہ و مسلسل دلیل کا نتیجہ نہین ہی بلکہ اس غیر مطلوب تحریک کا باعث ہی جسکے سبب سے حیوانی دنیا اپنی جسمانی ترتیب کی ترقی پر مجبور ہی۔ برخلاف اس کے انسان علاوہ فہم ترتیب جسمانی استعداد مدرکہ و روحانی بھی رکھتا ہی کیا اوس کا پہلا مقصد وارادہ یہی ہی کہ اس زندگی مین ان قوتون کی ترتیب ہونی چاہیے یا اپنے کو برغبت حیوانی تحریک طبعی کے مطیع کردینا چاہیے اور اپنا زندگی کی غرض اونھین چیزون کے حصول مین وضع کرنی چاہیے جن کو کہ وہ اپنی جسمانی راحت ومسرت کا باعث یقین کرتا ہی۔ اگر ایک نوجوان شخص سے جو انجام و تکملہ کے ساتھ حصول تعلیم کی کوشش کررہا ہی پوچھا جاے کہ وہ یہ کام کیون کررہا ہی تو شاید وہ پہلے یہی کہے گا کہ وہ اپنے کو اس لائق بنانا چاہتا ہی کہ انسان کی خدمت کرسکے اور اتفاقی طور سے معیشت حاصل کرے لیکن کیا یہ ہمارے روزانہ تجربہ و مشاہدہ کا نتیجہ غالب نہین ہی کہ اس کا خاص مقصد یہ ہوتا ہی کہ دنیاوی قبولیت حاصل کیجاے یا

دولت دا ایک عمدہ تمدنی حالت نصیب ہو اور اتفاق طور سے انسان فائدہ رسانی کا
خیال ہوتا ہے۔ میں ناظرین سے اس امر کے یقین کرنے کی التجا کرتا ہوں کہ میں تعلیم
و قوت مدرکہ کی کم قدری کی کوشش نہیں کرتا بلکہ آپ لوگوں کو جرات دلاتا ہوں کہ اپنی حالت
کو جزءاً ملاحظہ فرمائے اور تعمق سے بالعموم انسانی مساق کو غور کیجیے کیونکہ پیغمبر صاحب نے
ایک دفعہ فرمایا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ مختصر یہ کہ اپنی ہی حالت پر غور
کرنا نہایت مفید و نافع ہے۔

ان مضامین کا پڑھنے والا پوچھ سکتا ہے کہ محمدی مذہب اور موت و حیات کے
اسرار سے انکو کیا تعلق ہے۔

اول تو یہ کل چیزوں کو اس حکمت کے روبرو کرتی ہے جسکو بجا باوسط کل تعلیم یافتہ
آدمی نہایت عزت و جلالت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کو اکثر لوگ صرف قابل اعتبار
ہی نہیں بلکہ ناقابل خطا سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ انسانی زندگی کے نہایت اہم عقدہ کو
انکشاف سے بالکل قاصر ہے اور اس امر میں اپنی ناقابلیت کے اعتراف پر مجبور ہے
دوسرے یہ غور کرنے والے آدمی کو اس تحقیق کا ایما کرتی ہے کہ اس بیش قیمت علم کی تحصیل
کے ایسے طریقے ہیں جن کو اس حکمت نے کبھی سنا بھی نہیں جس میں جسم و روح ایک
شئ ہے اور اخیر مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو ان اصول کا خیال پیدا ہو جائے

جنپر محمدی طریقہ مبنی ہی - پیغمبر صاحب نے مدت حیات کے اسرار کا علم اور انسانی ترتیب کا تجربہ حاصل کرکے نہایت عمدہ و آسان طریق و قواعد مقرر کئے جن کے ذریعہ سے عوام الناس اعلی درجہ کی حقیقت کے علم سے بہرہ یاب ہون - یہ طریقہ اس قدر بین ہی کہ معمولی فہم کا آدمی بھی اسپر غور کرے اور ایسی دانائی پر مشتمل ہی کہ ایک ذی علم آدمی کے واسطے بھی قابل غور ہی -

تاریخ کی ایک عظیم الشان و جلیل القدر شبیہ میرے پیش نظر ہی اوسکی عظمت و جلالت ایسی ہی جو کسی انسان کے علم مین نہین گذری؛ وہ ایسا سنجیدہ و صولت مآب شخص ہی جسکی ذات سے عظمت و جلالت و جبروت ظاہر ہو رہا ہی اوس کے چہرہ سے ربانی الہام کی ضیا متجلی ہوتی ہی جب وہ مدینہ کی ایک چھوٹی مسجد کی محراب مین جسکی تعمیر مین اوسکے ہاتھون نے بھی اعانت کی ہی پشت کرکے بیٹھتا ہی - اوس کے چارون طرف ایسے آدمیون کی جماعت بیٹھتی ہی جو بہت انگیز توجہ سے اس کے کلام کو سنتے ہین اور وجدانی عزت و محبت کے ساتھ اسکا نظارہ کرتے ہین - اس نے ان کل دنیاوی چیزون کو ترک کر دیا جنکو مخلوق عزیز رکھتی ہی اور جنکے واسطے تکلیف گوارا کرتی ہی - اس نے اپنے تئین ان ظالمانہ و بیرحمانہ سلوک کے لئے وقف کر دیا جہانتک کہ شریر النفس و خود غرض آدمی جو سابق مین اوس کے دوست و قدردان تھے مرتکب ہو سکے

اوسنے ایسی تکلیفات و مصیبات و ناکامیوں کو برداشت کیا کہ اگر کوئی معمولی آدمی ہوتا تو نہ معلوم کیا ہوجاتا لیکن تاہم اوسکے دل میں نہ تو کوئی بغض ہے نہ انتقام کی خواہش ہے نہ خود غرضی نہ ہوس ہے اور نہ نفرت ہے اوسکی روح محبت و آشتی سے پر ہے کیونکہ وہ خود بھی ربانی نور سے معمور ہے استقلال و سرگرمی سے وہ اپنے تابعین و مقلدین کو زندگی جاودانی کی سچی راہ بتلاتا ہے اور وہ لوگ توجہ و شکرگزاری کے ساتھ ہمیشہ اوس کے کلام کو گوش زد کرتے رہتے ہیں کہ اوس کے ہر لفظ دل میں نقش ہوتے جاتے ہیں اور اپنی زندگی کے زمانہ میں اونکو جمع کرتے جاتے ہیں۔ وہ لوگ اوسکی ہدایت کی حقیقت کے متعلق نہ تو کچھ سوال کرتے ہیں اور نہ شبہ کرتے ہیں لیکن درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو وہ راہ دکھلائی جائے جس پر ہم ایمانداری اور وفاداری سے چلیں یہانتک کہ ہم کو جاودانی حقیقت کا بیش بہا نور ملجائے۔"

اور یہ جلیل القدر نبی کونسی راہ بتلا رہا ہے۔ اسلام۔ یعنی باری تعالیٰ جو قادر مطلق حاضر و ناظر اور علام الغیوب ہے اوس کے حکم پر راضی برضا رہنا اور وہ خدا جو متمنی روح کو عقیدہ توحید جسم و روح کی تاریکی سے اوس روشنی میں فوراً لیجاتا ہے جو ہر شخص کو واسطے بہشت کی رہنمائی کے لئے چمکتی ہے۔ بتصریح کے ساتھ راہ بتلا دی گئی اگر انسان اسکی پیروی نہیں کریگا تو وہ ہرگز یہ امید نہیں کر سکتا کہ وہ دنیاوی حدود کے باہر کچھ مشاہدہ کر سکیگا۔

پانچوان باب

تعدّد ازواج اور پردہ

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً (پارہ لن تنالوا سورہ النساء)

منجملہ دیگر الزامات کے ایک الزام مذہب اسلام پر جو تعدّد ازواج کا وہ لوگ عائد کرتے ہین جو اس طریقے کو سمجھے نہین۔ بعض اشخاص سے تو ایسی غلط فہمی سرزد ہوئی کہ اونھون نے مذہب کے ضروری مسائل مین سے اوس کو قیاس کیا۔

مین اس کتاب کے تیسرے باب مین ان جملہ مسائل عملی کو قلمبند کر چکا ہون جو شرعًا مذہب اسلام سے تعلّق رکھتے ہین اور جو محمد صاحب کے تعلیم کردہ ہین۔ تاہم بعض عمال ممالک مشرقی مین ایسے ہین جو اسلام کے باہمی قانون و مشرقی دستور کے سبب سے تجاوز کے ساتھ پیدا ہو گئے ہین لیکن اونکو جائز طور پر سچّے مذہب سے کچھ علاقہ نہین منجملہ انھین مین تعدّد ازدواج و پردہ کا طریقہ ہے۔ اس باب کے شروع مین جس آیت قرآنی کا حوالہ دیا گیا ہے اُس سے صرف وہ تعداد ازواج ظاہر ہوتی ہے جتنی آدمی کو رکھنی چاہیئے اور وہ بھی ایسے الفاظ سے مشتمل ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عملًا تعدّد

ازدواج ممنوع ہے۔

لیکن تعدد ازدواج کے مسئلہ پر غور کرنے میں ہم کو عرب کی وہ مروجہ تمدنی حالت جس کو بارہ سو برس گذر چکے ہیں جبکہ محمد صاحب نے تعلیم دی تھی خوب ذہن نشین رکھنی چاہیے ہم کو صرف یہ دریافت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ مشرقی مسلمان فی الحال کیا اعمال کرتے ہیں بلکہ یہ تحقیق کرنی چاہیے کہ حقیقتاً پیغمبر صاحب نے کیا سکھلایا تھا۔ جس زمانہ میں کہ انھوں نے عربوں کو ہدایت کرنی شروع کی وہ لوگ چھوٹے چھوٹے جنگجو قبیلوں میں منقسم تھے۔ وہ لوگ بالکل وحشی و قزاق تھے اور جملہ اقسام کی افراط و زیادتی کے عادی تھے۔ وہ بت پرست۔ قمار باز۔ میخوار تھے اور جس تعداد تک اونکا جی چاہتا تھا عورتیں رکھتے تھے۔ شادی کا طریقہ تمامتر غیر منضبط تھا۔ ایک عورت سے تاہل کیا جاتا تھا اور پھر بلا لحاظ حقوق وہ نکال دیجاتی تھی۔ وہ تعدد ازدواج کی مثل ان بعض اشخاص کے شایق تھے جنکا ذکر انجیل میں کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے طرز عمل کے لحاظ سے ہر شخص فوراً یہ قیاس کر سکتا ہے کہ اگر محمد صاحب خواہش بھی کرتے تو اونکے واسطے یہ بالکل ناممکن تھا کہ وہ شادی کا کوئی ایسا طریقہ منضبط کر سکتے جس میں ایک ہی عورت سے تاہل کیا جاتا اونکا یہ ظاہری مقصد رہا تھا کہ اس وجہ خرابی کو اعتدال پر قایم کریں اور اس طریقہ کو حدود انصاف و امتیاز سے محدود کریں۔ بعض اسلامی فاضلین تصور کرتے ہیں کہ [illegible]

اپنے مقلدین کو تسلیم کیا کہ صرف ایک ہی عورت سے تاہل کرنا بہتر ہی اور بعضون کا یہ قیاس ہی کہ اونھون نے تعدد ازدواج کو قطعاً منع کیا۔ بہرکیف تاریخی شہادت کے لحاظ سے ایک نہایت مدلل نتیجہ یہ ہی کہ اونھون نے حالات موجودہ کے ساتھ ایسا اعمال رآمد کیا تاکہ بہترین نتائج پیدا ہون اور آیندہ نسلون کے واسطے کوئی قاعدہ نہین مقرر کیا بلکہ اونکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا کہ اپنے تمدنی نظم ونسق کے لئے قوانین اسلام کے اخلاقی اصول کی مطابقت سے وضع کرین اور تمامتر بین حالات سے موافقت کی۔

اونھون نے تکمیل کے ساتھ خیال وفعل کی پاکیزگی اونکو تعلیم کی اور انسانیت کے حیوانی سمت سے مرتفع ہونے کی کوشش کو سکھلایا جو روحانی ترتیب کے واسطے نہایت ضروری تھی۔ اس کے سمجھنے کے واسطے کسی غیر معمولی تیز ذہن کی ضرورت نہین ہی کہ کیونکر تعدد ازدواج شوہر کی روزانہ زندگی کے ایک ایسے خیال بالاتر کے ساتھ متعاقب ہوکر بجاے اس کے کہ ایک لعنت ہی باعث برکت ہوسکے۔ ایسے شخص کے واسطے جو پاک ومعزز ومنصف وافضل ترین خلقت ہو کیا یہ قیاس کرنا ممکن ہی کہ وہ دو تین یا چار محکوم عورتون تک مشروط کرسکے بغیر کبھی یہ خیال کئے ہوئے کہ ادنمین کی ایک سے زیادہ عورتون کے ساتھ حق شوہری کا خود استفادہ حاصل کرے ـــ

مسلمانون مین شادی کا دستور کوئی مذہبی معاہدہ نہین ہی بلکہ تمدنی ہی۔ اور زوجہ

کے حقوق کی بہ نسبت امریکہ و یورپ کی ازواج کے پورے طور سے حفاظت و کفالت کی جاتی ہے۔ جس زمانہ تک میری چند روزہ اقامت مشرقی مسلمانوں کے ساتھ رہی اُس زمانہ میں مجھے صرف ایسے دو شخصوں سے ملاقات کی نوبت آئی جن کے پاس ایک سے زیادہ ازواج تھیں لیکن اکثر کی بابت مین نے سنا کہ اونکے صرف ایک ہی زوجہ ہے۔

جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ تعدد ازدواج جائز طور پر اسلامی طریقہ کا کوئی جزو نہین ہے لیکن محمدی قانون کے مطابق ہر شخص کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنی حمایت مین چار ازواج تک رکھ سکتا ہے۔ یہ حق اُس کو اس خیال کے ساتھ دیا گیا ہے کہ اگر وہ ایک سچا مسلمان ہے تو اُس کو ناجائز طور پر استعمال کرکے اپنے تئین بہائم صفت نہ ثابت کریگا مین اس امر کے تسلیم کرنے سے سبکدوش ہون کہ ہمارے یا اوسط یورپ و امریکہ کے عیسائی کو اُس حق کے ساتھ یقین کر لینا بے خطر ہوگا اور اس سے غالباً ثابت ہوگا کہ یہ اوس کے اور اوس کے فدیون کے واسطے لعنت ہے۔

اگر ہم تعدد ازدواج اور پردہ کے نتائج پر جیسا کہ ممالک مشرقی مین ظاہر کیا گیا ہے غور کرین تو یہ خیال ہم کو ذہن نشین کر لینا پڑیگا کہ حتی الامکان یہان زناکاری و شوہری ذی اعتباری کا تدارک کیا جاتا ہے۔ لیکن ان تمام برائیون سے مقابلہ کرنے مین مسیحی گرجا اور ہمارے

قوانین تمامتر بے بس ہین - یہ برا یان اسلامی ممالک مین کلیتہً ناپید ہین بجز اون مقامات کے جہان کہ یورپ کے رسوم وخیالات نے اپنی بنا قایم کرلی ہے - یہ واقعہ اون لوگون کے واسطے مسلم ہے جنھون نے مشرق مین آنکھ کھولکر قیام کیا ہے اور جن مقامات پر یورپ کے اثر نے اپنا نفوذ کرلیا ہے وہان جملہ اقسام کے گناہون کی امواج نے اصلی عفت وپارسائی کو معدوم کردیا -

ہندوستان مین مسلمان کسی کا دستیاب کرلینا اگر یہ کہا جائے کہ ایک مایوسانہ کام تھا تو نہایت درجہ مین مشکل ضرور تھا لیکن برٹش گورنمنٹ نے ایک فیاضانہ تعداد اپنے سالانہ بجٹ مین منضبط کی تاکہ دیسی عورتین انگریزی سپاہیون کے واسطے بہم پہونچائی جائین -

اس مسئلہ تعدد ازدواج کے دو پہلو ہین لیکن یہ ہمارے ملک کی تمدنی طریقہ کی بدنصیبی ہے کہ رسم ورواج نے ہم کو ایسا اندھا کردیا ہے کہ ہم اوس کے صرف ایک پہلو کو دیکھ سکتے ہین آمریکہ ویورپ کے کسی بڑے شہر مین میرے ساتھ چلو اور ان برائیون وبدکاریون کے بلا تعرض سیلاب کی شہادتون کو ملاحظہ کرو جو تمدنی عمارت کے ذریعہ سے بلا تحاشا دوڑ رہی ہین اور جوش زن ہین - میرے ساتھ کسی جلسہ رقص ودربار یا مجلس دعوت مین چلو اور ان امیرزادیون کی حیثیت کو جو خدا کی ایک اعلٰی ترین صنعت

مین ستے ہین - دیکھو کہ اس اونیسوین صدی کی تہذیب کے رسم و رواج نے اونھین [illegible]
جگہ دی ہے - ذی عزت - دولتمند تعلیم یافتہ عیسائیون کی ازدواج اور عصمت مآب بیبیون کو
دیکھو کہ وہ کسطرح ان اشخاص کی نظر مین جنکے خون و جوش مین بخارات شراب شعلہ زن ہو رہے
ہین - جسمانی حسن مکان پر صرف خلوت و عفت کے ساتھ دیکھے جانے چاہتے ہین - اخبار کو
ہاتھ مین لیکر طلاق کی فہرست - تمدنی اتہامات - اور شوہری آلام کو دیکھو جنسے تم شرمندہ
و متنفر ہو رہے ہین اور تب مجھسے کہو کہ یہ جو مسیحی قوانین اور مسیحی دستور کہے جاتے ہین یا
اچھے ہین - اور ان سب شکایات کا کیا علاج ہے - محمدی قوانین و ضوابط اور اسلامی اصول
مین مسیحی قوانین و ضوابط کی چند صدی تک آزمایش کی گئی لیکن یہ تمامتر ناقص ثابت
ہو ستے -

پردہ کی دستور کی برائیاں ہمنے بہت کچھ سنی ہین جس کے سبب سے عورتین حدود [illegible]
محجوبیت سے خارج ہو گئین - اور بہت کچھ خیال گھوڑ دوڑ اسلامی عورتون کی اس غم انگیز
حالت پر کی گئی - اول تو پردہ کا دستور محمدی طریقہ کا کوئی جزو نہین ہے بلکہ یہ رسم ہنود
و مشرقی باشندگان سے اخذ کی گئی ہے جبکہ [illegible] محمد صاحب کی پیدایش کے بہت قبل سے
تھا - جسطرح محمد صاحب کی زندگی مین عورتین آزادی سے جہان اونکا جی چاہتا تھا جاتی
تھین اوسی طرح خلفا کے عہد حکومت مین بھی اونھین اختیار رہا اور ہر عورت تنہا ملک

کے کسی حصہ میں چاہے دن ہو یا رات بلا کسی اندیشہ توہین و تحقیر کے سفر کر سکتی تھی

پردہ داری کا خیال قرآن کی آیت مندرجہ ذیل سے قائم ہوا ہے —

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ
اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی
الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ
بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ
لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ ۱۸ قد افلح المؤمنون سورہ نور)

اس حکم امتناعی سے یہ مقصود تھا کہ عورتوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ حجاب کے ساتھ لباس پہنیں اور یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ گوشہ نشین کر دی جائیں۔ آخری فقرہ سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں بدویوں کی عورتیں نخوت کے ساتھ اپنے پاؤں کے زیور یعنی کڑے چھڑوں کی جھنکار ظاہر کرتی تھیں۔ پس اگر وہ خلوت نشین کر دی گئیں تو فطرتی طور پر انہیں یہ خواہش باقی نہیں رہی کہ وہ اپنے پاؤں کو باہم لڑا کر پوشیدہ زیوروں کو ظاہر کریں کیونکہ اس جھنکار کو بجز اس شخص کے کوئی دوسرا نہیں

مین سکتا جس کو زنانخانہ مین جانے کا جائز طور پر حق ہو۔
موقوفی پردہ کے مسئلہ پر ہندوستان کے ترقی یافتہ مسلمانون نے سنجیدگی سے غور کیا اور عرب ترکی و مصر کے بعض حصون مین اسپر کچھ عمل نہین کیا جاتا۔
یہ بھی الزام عاید کیا جاتا ہی کہ مسلمان لوگ عورتون کو مردون سے کمتر درجہ مین خیال کرتے ہین اور یہ تعلیم کرتے ہین کہ عورتون مین روح نہین ہی اور وہ بہشت مین نہین داخل ہو سکتین۔ یہ درجہ مساوات پر ایسے لغو بہتان اور بیجا افترا ہین جو بالکل جاہل لکھنے والون کے قلم سے نکلے ہین۔ محمدی طرز تمدن مین عورتون کا درجہ یورپ اور امریکہ کی عورتون کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ ہی۔ مجھے قرآن کی صرف اس آیت کا حوالہ دینے کی ضرورت ہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد و عورت کس کمال طریقہ سے درجہ مساوات مین ہین۔

"اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (پارہ ۲۲ ومن یقنت سورہ الاحزاب)

یہ میرے لئے ناممکن ہے کہ اس مختصر رسالہ میں عورتوں کی اس حالت پر جو محمدی طریقہ میں ہے شرح و بسط کے ساتھ بحث لیجاتے میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب کسی مبسوط تصنیف میں اس مضمون پر تکمیل و اتمام کے ساتھ بحث کرونگا اور ظاہر کرونگا کہ ہمارے ملک میں تعدد ازواج اور پردہ کے متعلق جیسی فاش غلط فہمی واقع ہوئی ویسی محمدی طریقے کے کسی دوسرے مسئلہ کی بابت نہیں ہوئی —

چھٹا باب

مروجہ اغلاط کا ابطال

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ قد سمع اللہ سورہ الصف ۶۱)

جسطرح عیسائیوں میں تعصب و مذہبی حرارت ہوتی ہے اوسی طرح مسلمانوں میں بھی تعصب اور مذہبی جوش ہوتا ہے لیکن ہم کو یہ نہیں لازم ہے کہ اونکے افعال کو دیکھ کر اونکے مذہب پر کوئی رائے قایم کریں اور بلا تحقیق اوسپر الزام عاید کریں صرف اس وجہ سے کہ وہ لوگ ایسے خیالات ظاہر کرتے ہیں جو ہمارے خیالات سے مغایر ہیں اور ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جنسے ہمپر غیظ و غضب طاری ہوتا ہے مسلمانوں میں ۷۳ فرقے ہیں اور

اور عیسائیون مین یہ چیز سب سے کچھ زیادہ ہین اور یہ صریح انصاف کے خلاف ہی اگر ہم کسی مذہبی طریقے پر شخصی یا فرقہ والون کے افعال و خیالات کی مطابقت سے رائے قایم کرین —

مثلاً مغربی ملک مین کوئی عیسائی اپنے لڑکون کو اس خیال سے قتل کرے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو فدیہ کیا تھا تو کیا کسی مسلمان کا یہ کہنا مناسب ہی کہ انسانی قربانی مسیحی مذہب کا ایک جزو ہی - یا اگر دو مسیحی واعظین باہم جھگڑا کرین اور مسلح ہوکر ایک دوسرے کے مار ڈالنے کی تلاش مین پھرین یا تو کسی مسلمان کا یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ اس قسم کے امور جملہ عیسائیون سے سرزد ہوا کرتے ہین —

عیسائی مصنفین جو کثیر التعداد الزامات اسلام پر عائد کرتے ہین اونکی کوئی بنیاد نہین ہی اور یہ اوسی قسم کے اتہامات مین سے ہین جنکا اوپر حوالہ دیا گیا ہی - مجھے اپنے تجربہ سے معلوم ہوگیا ہے کہ بلحاظ تعداد عیسائیون کو ویسا ہی تعصب مذہبی ہی جیسا مسلمانون کو اور بلکہ بہ نسبت مسلمانون کے عیسائیون مین درجاوی تعصب بہت زیادہ ہی — مسلمانون کے تعلیم یافتہ گروہ کا عیسائیونکی نسبت یہ خیال ہے کہ کرۂ ارض پر یہ ایک کور باطن و متعصب مذہبی جماعت ہی اور پاکیزہ خیال تاریخ دان سمجھتے ہین کہ اس خیال کے واسطے اونکے پاس بہت معقول دلائل ہین —

عیسائیون کی یہ ایک معمولی بات ہے کہ اسلام کو تلوار کا مذہب کہتے ہین اور اسوقت دنیا مین یہی لوگ ہین جو ایسا الزام قایم کرتے ہین۔ خونفشانی کے متعلق جہانتک مین یقین کرتا ہون اسلام کو بمقابلہ عیسائیون کے کوئی وجہ شرمندگی کی نہین ہے کیونکہ مسلمانون کا دامن عیسائیون کے دامن سے زیادہ خون آلود نہین ہے۔ تمنے کبھی تاریخ انکو برش اینڈ کروسیڈ پڑھی ہے۔ جب خلیفہ عمرؓ نے جیروسلم[1] کو ۶۳۶ء مین فتح کیا تو اپنے ہمرکاب پٹری ارک سوفرونیس کو لیکر شہر کی قدامت پر گفتگو کر رہے تھے۔ خون کا ایک قطرہ بھی نہین گرایا گیا لیکن جسوقت کہ عیسائی وہان داخل ہوئے تھے تو اونھون نے کمسن لڑکون کے دماغ پاش پاش کردئے۔ بچون کو فصیلون پر پٹک دیا۔ جس عورت کو گرفتار کیا اوسکی عصمت مین خلل اندازی کی۔ آدمیون کو آگ پر رکھکر کباب بنایا۔ بعض کو اس خیال سے چیر ڈالا کہ اونھون نے شاید سونا نہ کھالیا ہو۔ یہودیون کو اونکے عبادتخانون مین لیجا کر جلا دیا۔ مرد عورت اور بچے ملاکر تقریبًا ستر ہزار آدمی بیرحمی سے ذبح کئے گئے اور یہ بیان اسلامی مورخین کا نہین بلکہ مسیحی مورخین کا ہے۔ محمدؐ صاحب کی طرح خلیفہ اول نے بھی نہایت تاکید و اصرار سے اپنی فوجی افسرون کو حکم دیا کہ وہ عورتون بچون اور بوڑھے آدمیون کے قتل کرنے و ایذا رسانی سے باز رہین زراعت و میوہ دار درختون کو پامال و برباد نکرین اور تلوار کو فورًا نیام

[1] بیت المقدس کو کہتے ہین ۱۶ ہزار مردم شماری ہے ۵ ہزار مسلمان ہین دو سو فرقہ پروٹسٹنٹ کی عیسائی ہین بقیہ یہودی وغیرہ ہین ۸ ہزار آدمی سالانہ اس کی زیارت کو آتے ہین — (من مترجم)

مین رکھنی چاہئے جبکہ شہر فتح ہو جاتے بے رحمی ستم اور مہربانی کی ہمیشہ تاکید ہی
جس زمانہ مین انگلستان کا شیردل بادشاہ رچرڈ[۱] سلطان صلاح الدین[۲] سے سارسن کے خلاف جنگ کر رہا تھا اتفاقاً بخار مین مبتلا ہو گیا۔ سلطان صلاح الدین نے اوس کے واسطے برف اونٹون پر بار کرکے بھیجی تاکہ جس حرارت سے اوس کی جان معرض ہلاکت مین تھی اوس مین تسکین ہو۔ رچرڈ سلطان کا جانی دشمن تھا لیکن جب اوس نے سُنا کہ رچرڈ بشدت علیل ہے اوسکی دشمنی کو بالکل فراموش کردیا اور ایسا برتاؤ کیا جو ایک بہادر سپاہی دوسرے سپاہی سے کرتا ہے۔

جب محمد صاحب بعد فتح مکہ اس شہر مین داخل ہوئے تو کسی مرد عورت لڑکے کو نہ قتل کیا اور نہ بدسلوکی کی اور نہ کوئی مکان غارت کیا گیا باوجودیکہ یہ وہی شہر تھا جہان آپکے ساتھ نہایت شرمناک برتاؤ کیا گیا تھا اور وہان کے باشندون نے بڑی بیرحمی سے اونپر جبر و ظلم کیا تھا۔ اونھون نے موقع پاکر انتقام کیون نہین لیا۔ اونکے دل مین بغض و انتقام کا ایک ذرا بھی خیال نہین تھا۔ وہ پیغمبر تھے اور محبت و راستبازی و انصاف کو

---

[۱] ہنری دوئم کا بیٹا تھا ۱۱۸۹ء مین تخت پر بیٹھا۔ ۱۱۹۱ء مین سلطان صلاح الدین سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر بہ تبدیل لباس بھاگا۔ مگر لیوپولڈ ڈیوک آف اسٹریا نے قید کرکے ہنری ششم کے پاس بھیجدیا جنہ نے اسکو پابزنجیر رکھا۔ لیکن اسکی رہائی کچھ روپیہ بطور معاوضہ دیکر چھڑا لیا اور ۱۱۹۴ء مین دوبارہ تخت نشین کیا پیدائش ۱۱۵۷ء وفات ۱۱۹۹ء

[۲] نورالدین کی وفات کے بعد مصر کا بادشاہ ہوگیا۔ سیریا۔ عرب اور فارس مین بہت لڑائیاں کین ۱۱۸۷ء مین عیسائیون کو طبریہ کی لڑائی مین بڑی شکست دی۔ نہایت دلیر و بہادر تھا۔ ۱۱۳۷ء مین پیدا ہوا اور بمقام دمشق ۱۱۹۲ء مین مر گیا

عزیز رکھتے تھے۔ دونون واقعات خوفناک وحسرتناک ہین لیکن مجھے اسکا پورا یقین ہی کہ خباثت وخونخواری اور وحشیانہ پن کی بابت مسلمان لوگ بہ نسبت عیسائیون کے بہت کم جواب دہ ہین۔ کیا حلیم ومنکسر النفس مسیح کی ہدایت اور طرز سے عیسائیون کو پوری اجازت حاصل تھی کہ وہ جاکر اُن لوگون کو قتل کرین جنکے عقائد مسیحی نہ تھے۔ البتہ اب وہ لوگ ایسا نہین کرتے لیکن اسوجہ سے نہین کہ بعض اس کو پسند نہین کرتے لیکن اس کو پسند نہین کرتے بلکہ اس سبب سے کہ خیالات عامہ تبدیل ہوگئے ہین اور اب یہ بات آسان نہین ہی کہ اوسی جوش وبے تمیزی اور وحشیانہ پن کے ساتھ کوئی شخص کسی مذہب کا تو ھریدنا یا جاتے گو وہ خود کیسے ہی صدق سے کیون نہ اعتقاد رکھتا ہو۔ مین تمسے کہتا ہون کہ محمد صاحب نے نہ کبھی اس امر کی تعلیم و ہدایت کی اور نہ پسند کیا کہ اشاعت اسلام بذریعہ تلوار کیجاتی بلکہ اونھون نے نہایت سختی سے ظلم و تعدی اور قتل کی ممانعت کی۔ مین تمسے سچے واقعات بیان کرتا ہون جنکی صداقت ایسے ایماندار اور غیر متعصب شخص سے ہوسکتی ہی جو بلا طرفداری ان معاملات مین تحقیق کی تکلیف گوارا کرے۔

اس موقع پر اُن الزامات کے جواب کی کوشش فضول ہی جو متعصب اور جاہل عیسائی مذہب اسلام پر عاید کرتے ہین لیکن مین صرف ایک کے متعلق بیان کرونگا۔ یہ کہا جاتا ہی

کہ مسلمانوں مین تحمل نہین ہے۔ ایک عیسائی مندرجہ ذیل عبارت چیمبرس انسائیکلوپیڈیا
مین رقمطراز ہے "اسپین مین اسلامی حکومت کا یہ ایک یادگار واقعہ قابل تذکرہ ہے کہ
سب سے تازمانہ موجودہ اس ملک کے معاصرین و مورخین حکمرانون کے ساتھ اونکی
مطابقت عمدگی سے ہوتی ہے اور یہ اونکا مذہبی معاملات مین عموماً تحمل ہے" یہ لکھنے
والا عیسائی ہے اور اس کے اوپر اسلام کی طرفداری کا الزام لگانا مشکل ہے۔

گاڈفری ہگنس اونیسوین صدی کا عیسائی ہے اور وہ بھی حسب ذیل عبارت لکھتا ہے۔
"عیسائیون مین اس سے زیادہ کوئی عام بات نہین ہے کہ وہ اسلام پر تعصب مذہبی حرارت
اور حیرت افزا اعتقاد و مکر کا الزام عائد کرتے ہین۔ لیکن وہ کون لوگ ہین جنھون نے
اسپین سے قوم مارسکو کو اس وجہ سے نکال دیا کہ وہ لوگ عیسائی نہین ہوتے اور
وہ کون تھے جنھون نے مکسکو اور پیرو کے لاکھون آدمیون کو قتل کیا اور غلام
بنایا اس سبب سے کہ وہ عیسائی نہ تھے اور مسلمانون نے یونان مین کیا کیا متعدد
صدی تک عیسائیون کو اونکے مملوکات پر بہ اطمینان قابض رہنے دیا اور ان کے
مذہب۔ پیشوایان مذہب۔ واعظین و مجتہدین سے کچھ بھی تعرض نہین کیا۔ اور یونان
و ٹرکی مین جو جنگ ہوئی تھی وہ اس سے زیادہ مذہبی نہ تھی جو انگریزون اور
ڈمراراکے حبشیون سے ہوئی تھی۔ خلفاء نے بھی جب فتح حاصل کی تو اگر ملک

مفتوحہ کے باشندگان نے مذہبِ اسلام قبول کرلیا تو وہ قوم فاتح کے ساتھ درجہ مساوات
مین شامل ہوگئے۔"
ایک فاضل لیکن منکر مذہبِ اسلام بھی سارا سن کے متعلق کہتا ہے کہ "اونھون نے کسی شخص پر
جبر و ظلم نہین کیا یہودی اور عیسائی آپس مین خوشی و خرمی کے ساتھ رہتے تھے۔"
ہانس کا بیان ہے "کہ تاریخ خلفا مین کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا جو بدنامی مین انکوئیزیشن
کی رسوائی کے نصف بھی ہو کیونکہ ایسی ایک بھی مثال کہین مندرج نہین ہے کہ کوئی شخص
اپنے مذہبی خیالات کے سبب سے جلایا گیا ہو یا اوس امن کے زمانہ مین اسوجہ سے
قتل کیا گیا ہو کہ اوس نے دین اسلام نہین قبول کیا۔"
لیکن ایک عیسائی کہتا ہے کہ "صدہا سال پیشتر جو حالت رہی ہو مگر اب عیسائی متعصب و
پُرجوش نہین ہین"۔ کیا وہ ایسے نہین ہین؟ جزایر فلیپن جہان کی آبادی سات
ملین ہے اور جو تین سو برس سے عیسائی اسپین کی حکومت مین ہے جاکر بجز طریقہ رومن
کیتھلک کے کسی دوسرے طریق مذہب کی ہدایت کرو تو دیکھو کہ تمھارے ساتھ کیا واقعہ
پیش آتا ہے۔ روے زمین پر کوئی اسلامی ملک ایسا نہین ہے جو مسیحی واعظین کے داخل
ہونے سے انکار کرے یا اونکی حفاظت مین پہلوتہی کرے۔ بیس برس ہوئے کہ لندن

ملہ بارہوین صدی مین رومن کیتھلک چرچ نے ایک ایسا محکمہ قایم کیا تھا جسمین بعد تحقیقات اُن لوگون کو سخت سزائین دی
جاتی تھین جو فرقہ رومن کیتھلک کے مخالف تھے۔

کہ دو شخص جزایر فلپین کے دارالسلطنت منیلا میں انجیل بیچنے کے واسطے گئے تھے ایک شخص تو پہونچنے کے تین ہفتے بعد مرگیا جسکی نسبت بعض مفسد بیان کرتے ہیں کہ ایک واعظین کے اغوا سے اُس کو زہر دیا گیا اور دوسرا شخص گرفتار کرکے اس جرم میں قید کیا گیا کہ وہ ملکی مذہب کے خلاف وعظ کہتا تھا اور بعد میں گورنمنٹ اسپین کے حکم سے سنگاپور بھیجدیا گیا۔ اس واقعہ کو صرف تین برس گذرتے ہیں۔ چند مہینے ہوئے کہ چین سے بدھ مذہب کے سات واعظین اپنے ملک والوں کی تحریک سے منیلا میں اس خیال سے گئے کہ اونکو بدھ مذہب کی اشاعت کی اجازت ملجائیگی لیکن وہ لوگ گرفتار کیے گئے اور جرمانے ہوئے اور چین کو واپس کردیے گئے۔ صدہا شہادتیں پیش کیجاسکتی ہیں جنسے الزام تعصب کی تمامتر بے بنیادی ثابت ہوتی ہے اور حقیقتاً اصول مذہب اسلام تعصب سے بالکل نابلد ہیں نہ کوئی مسلمان اسکا ملزم ہوسکتا ہے اور نہ کوئی اس کو جائز رکھتا ہے۔

غلامی اور مدخولہ بنانے کی اجازت قرآن نہیں دیتا اسلام کے مذہبی و تمدنی قوانین دونوں اسکے بالکل مخالف ہیں ولا تقربوا الزنیٰ انه کان فاحشة وساء سبیلا

(پارہ سبحان الذی (۱۵) سورۂ اسریٰ ۱۰)

حیدرآباد دکن کے فاضل مولوی چراغ علی اپنی کتاب میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں

"قرآن پر یہ غلط اتہام کیا جاتا ہے کہ وہ جہاد کے قیدیان قسم ذکور کو غلام بنانے کی اجازت دیتا ہے اور قسم اناث کو فاتح کی ہمبغلی کے واسطے جائز کرتا ہے - جسکے دوسرے الفاظ مین یہ معنی ہین کہ میدان جنگ مین قیدی عورتین مدخولہ بنائی جاتی ہین - قرآن مین کوئی آیت ان بیانات کی تائید مین نہین ہے - سر ولیم میور اپنی تصنیف لائف آف محمدؐ مین کسی آیت قرآنی کا حوالہ نہ دیسکے جس سے قیدیان جہاد کے غلام بنانے یا عورتون کے مدخولہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا - اور جنگ ہای متذکرہ تصنیف خود مین نہ کوئی مثال اس کے متعلق بیان کی"

قرآن نے غلامی کی موقوفی کے بہت سے طریقے منضبط کئے اور اخلاقی - قانونی - مذہبی و ملکی صیغون مین بھی اسکی موقوفی کی تدبیرین شامل کین - اخلاقی طریقہ مین غلام کی آزادی کی بابت ظاہر کیا گیا کہ یہ ایک ایمانداری اور خدا ترسی کا فعل ہے - قانوناً یہ حکم دیا گیا کہ اگر وہ زر معاوضہ دینا منظور کرین تو آزاد کئے جائین - اونکے واسطے یہ بھی طریقہ رکھا گیا کہ قتل انسان کے قصاص اور استعمال طلاق ناجائز کے کفارہ مین آزاد کئے جائین - مذہبی طور پر اونکے لئے یہ قاعدہ ہے کہ اگر سہواً جھوٹا حلف اوٹھایا گیا تو اوس کے کفارہ مین غلام آزاد کرنا چاہئے یہ تدبیرین تھین جو موجودہ غلامی کی موقوفی کے واسطے کی گئین - جنگ کے قیدیون کے واسطے سینتالیسوین سورۃ کی پانچوین آیت

مین صریح حکم امتناعی موجود ہو کہ یا تو انکو مسافی دیجائے یا اُنسے معاوضہ لیکر رہا کردئے جائین نہ انکو قتل کرنا چاہیے نہ غلام بنانا چاہیے۔

مجھے نہایت افسوس ہو کہ اس مختصر رسالہ مین اس مضمون پر خوب شرح و بسط کے ساتھ بحث کرنے کی گنجایش نہین ہو اور مین نشہ بازی کے متعلق بالاختصار خامہ فرسائی کرنے پر مجبور ہون - مین اپنی مکمل تصنیف محمّدی ایریونٹ مین جو عنقریب شائع ہونیوالی ہو ان مضامین پر نہایت توسیع و تکمیل کے ساتھ بحث کرونگا۔

یہ بالعموم مسلّمہ امر ہو کہ کوئی سچّا مسلمان کبھی عرق منشّی استعمال نہین کریگا اور میخواری ایک ایسی گناہ ہو جس سے صاحبان اسلام بالکل ناواقف ہین - مشرق مین وہی مسلمان میخوار ہین جو انگریزی لباس سے اپنے جسم کو آراستہ کرتے ہین اور جنھون نے دیگر انگریزی بدکاریان حاصل کرلی ہین لیکن جو لوگ دیسی پوشاک پہنتے ہین وہ کبھی شراب کو مس نہین کرتے - قرآن مین شراب خواری کی قطعاً ممانعت ہو اور عام طور پر یہ فعل دہشت و نفرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہو۔

بیانات متذکرہ بالا کا خلاصہ یہ ہو کہ سچے مذہب اسلام کا اصل اصول یہ ہو کہ خدا کی مرضی پر راضی رہنا چاہیے - اور اُسکا ستون نماز ہو - یہ عمومیت کے ساتھ اخوت، محبت - خیراندیشی سکھلاتا ہو اور خیالات کی پاکیزگی اقوال و افعال کی راستی اور

بدرجہ غایت جسمانی طہارت کا خواستگار ہے۔ علم انسانی مین یہ نہایت آسان و مرتفع
جزرِ مذہب ہے۔ اس مین نہ تو تنخواہ دار خطیب ہین۔ نہ دقّت طلب رسوم ہین۔ نہ قایم مقام
کفارہ ہے۔ اور نہ یہ اپنے معتقدین کو اونکے گناہون کی جوابدہی سے بری الذمہ کرتا ہے
یہ صرف ایک خدا کو پہچانتا ہے جو کل اشیا کا خالق ہے اور ایسی ربّانی حقیقت ہے جسکا ظہور
تمامی موجودات مین ہے۔ وہ قادر مطلق۔ علّام الغیوب۔ حاضر و ناظر اور حکمران عالم ہے
صاحبانِ اسلام صادق دل سے اوسی کی عبادت کرتے ہین اور اوسی کے سامنے
ایک سطح پر اخوت و مساوات کے درجہ مین کھڑے ہوتے ہین۔ وہ مرتاض مسلمان جو
ہمارے پاک نبی کی سچّی تعلیمات کے عارفانہ خیال تک پہنچ گیا ہے اس مذہب پر
قایم رہتا ہے اور اس کو اپنی ہستی کا ایک عظیم الشان اصول گردانتا ہے یہ اوسکی
روزانہ آمد و رفت مین اوس کے ساتھ ہے اور وہ اپنے حوائج یا دنیاوی امور مین کبھی
ایسا مصروف نہین ہو سکتا کہ نماز کے وقتِ مقررہ پر ان امور کو ملتوی نکرے اور
خدا کے روبرو اپنے قلب کو حاضر نکرے۔ اوسکی محبت۔ اوسکا رنج۔ اوسکی امید۔
اوسکا خوف گویا اوس کے کل جذبات اونہین مستغرق ہو جاتے ہین۔ اور جب وہ
رات کو سونے کے لئے جاتا ہے تو یہ اوسکا آخری خیال ہوتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے
تو موذن کی آواز سے یہی پہلا خیال اوس کے دل مین پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ مکرّر

ساتواں باب

محاربات اسلامی بغرض حفاظت خود اختیار

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

(سورہ البقرۃ پارہ سیقول)

اسلام کی نسبت بالکل ناجائز و نامناسب طور پر کہا جاتا ہی کہ وہ تلوار کا مذہب ہی۔ عیسائیونکا یہ معمولی مقولہ ہی کہ پیغمبر صاحب جب لڑائی پر جلتے تھے تو ایک ہاتھ مین تلوار ہوتی تھی اور دوسرے مین قرآن باوجودیکہ یہ بخوبی ثابت ہوچکا ہی کہ اونھون نے کبھی کسی لڑائی مین پیش دستی نہین کی۔ پس اونکی حیرت انگیز تلوار کی نسبت جو قصے بیان کئے جاتے ہین وہ محض افسانے ہین۔ روے زمین پر مسیحی لوگ باقی ہین جو کسی دوسرے مذہب کے مقلدین پر خونریزی و بیرحمی کا الزام عائد کرتے ہین حالانکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ تاریخ مین بجز مسیحی مذہب کے کسی دوسرے مذہب کا بیان ایسی ہیبت انگیز خونخواری کے ساتھ مندرج نہین ہی۔ لیکن چونکہ یہ الزام عائد ہوچکا ہے اور بالعموم یقین کیا جاتا ہی۔ لہذا مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ بعض واقعات کو نمایان کرون جنسے اس الزام

کی بے بنیادی ظاہر ہو اور اسلامی تاریخ کا ایک ایسا نقشہ پیش کرون جو ناظرین کی نگاہون مین جاذب ہو۔

ام زین صاحب فاضل مصنف سرگذشت مسیح کا اپنی تصنیف مسائینس اسیز مین جو بمقام ن.ن حال مین شائع ہوئی ہے محمد صاحب کی وضع کے متعلق ایک ایسا خیال ظاہر کرتا ہے جو دیگر مسیحی مصنفین سے بالکل مختلف ہے وہ لکھتا ہے۔

"محمد صاحب کی وضع اُن عادات وصفات کو بالکل غلط ثابت کرتی ہے جو معمولاً اونسے منسوب کیجاتی ہین یعنی یہ کہ وہ اولوالعزم و دلیر تھے۔ وہ عادتاً کمزور وغیر مستقل تھے اور مشکل سے اپنی رائے پر بھروسا کرتے تھے یقیناً وہ عام طور پر بزدلی کے ساتھ پیشقدمی کرتے تھے اور تقریباً ہمیشہ اپنے ہمراہیون کے جوش کو روکتے تھے"

زینن صاحب اصلیت واقعہ تک پہونچے لیکن اونھون نے نتیجہ نکالنے مین غلطی کی جو اونھون نے اس کو محمد صاحب کی کمزوری اور غیر استقلالی پر محمول کیا کہ وہ حملہ مین سبقت کی جرأت نہین دلاتے تھے۔ محمد صاحب جنگ مین کبھی پیشدستی نہین کرتے تھے اور تاوقتیکہ اپنے مقابلین کی جانون کا بچانا ضروری نہین سمجھ لیتے تھے استعمال اسلحہ کی اجازت نہین دیتے تھے۔ اونکا قلب خدا کی محبت وانسانی ہمدردی سے معمور تھا اور ہوس وانتقام کے خیالات کی گنجایش ہی نہ تھی۔ یہ بخوبی ظاہر ہو چکا ہے کہ جہانتک

ممکن ہو اونھون نے نہایت سرگرمی سے اپنے مقلدین کو مجبور کیا کہ وہ اپنے دشمنون کی ایذا رسانی سے باز رہین اور اونپر جبر کرنے سے احتراز کرین۔

حیدرآباد دکن کے مولوی چراغ علی صاحب نے جو مشرق مین ایک بڑے عالم و فاضل ہین اسکو حسب اطمینان ثابت کر دیا ہے کہ محمد صاحب کی لڑائیان ایذا رسان نہ تھین اور آنحضرت نے کبھی کسی طریقہ سے ظلم اور تعدی کے ساتھ اسلام مین نو مرید نہین بنائے۔

مین ان چند واقعات کا بلالحاظ لفظی حوالہ کے انتخاب کرتا ہون جنکو مولوی صاحب مذکور الصدر نے قلمبند کئے ہین۔

محمد صاحب اور اونکے رفقاے نومسلم نے جو سخت مظالم مکہ مین اپنے شہری بھائیون قبیلۂ قریش کے ہاتھون سے اونکو کل مورخین تسلیم کرتے ہین۔ قرآن سے جسکی نسبت کہنا چاہئے کہ یہ اس زمانہ کی یادداشت ہے جسوقت مین کہ محمد صاحب اور اونکے مقلدین سے دشمنی کی گئی تھی۔ اس واقعہ کی کافی تصدیق ہوتی ہے۔ اسوقت کے مسلمانون کے ساتھ بوجہ انحراف بت پرستی اور قبول کرلینے محمد صاحب کی تعلیم وحدانیت کے صرف ظلم نہین کیا جاتا تھا بلکہ اونکے ساتھ انواع و اقسام کے مظالم اور بدسلوکیان ہوتی تھین تاکہ وہ لوگ اس مذہب کی طرف عود کرین جس کو اونھون نے

ترک کر دیا ہے۔

تکلیف اور صعوبت جور وستم کو برداشت کرتے کرتے وہ چند مواقع پر مجبور ہوئے کہ اپنے
گھروں سے بھاگ جائیں اور اپنے تمامی خاندان و جائداد کو ظالموں کے ہاتھ میں
چھوڑ دیں اونھوں نے اسی راہ کو اختیار کیا بمقابلہ اس کے کہ بت پرستی کی طرف
بازگشت کریں۔ وہ نہایت مضبوطی سے اُس مذہب حق خدا پر قایم رہے جس پر اعتقاد و عمل
کے واسطے اونکے نبی نے ہدایت کی تھی۔ یہ کل واقعات قرآن کی آیات مندرجہ ذیل سے
بتوضیح ثابت ہوتے ہیں۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا
حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

(پارہ ربما ۱۴ سورۃ نحل ۱۶)

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سیقول ۲ سورۃ بقر)

سات آیات اور بھی ہیں جو صراحتاً مسلمانوں کی مظلومی پر دلالت کرتے ہیں۔ پیغمبر صاحب
نے بذاتہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے انواع و اقسام کی ذلتیں اور نقصانات برداشت
کئے۔ چند بار وہ نماز گزاری سے روکے گئے اونکے اوپر لوگوں نے تھوکا اور

نکال ڈالی انھین کے عمامے سے اونکی گردن باندھکر کعبے سے باہر نکال دیا۔ اونھون نے یہ سب تحقیر نہایت عاجزی کے ساتھ گوارا کی۔ وہ روزانہ اپنے معتقدین کو دیکھتے تھے کہ اونکے ساتھ ظلم و بدسلوکیان کیجاتی ہین کیونکہ اوسوقت مین ان لوگون کے محفوظ رکھنے کی قدرت اونمین نتھی اونکے چچا کی موت کے بعد اونکے قتل کرنیکی کوشش کی گئی لیکن وہ مکہ سے بھاگ جانے سے محفوظ رہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ (رواۃ علمی - سورۃ الانفال)

سنہ ۶۱۵ء مین مکے کے قبیلہ قریش نے پیروان اسلام پر ظلم شروع کیا گیارہ آدمی بعض اپنی معہ اپنے خاندان کے ملک چھوڑکر بھاگ گئے۔ اگرچہ نہایت سرگرمی سے اونکا تعاقب کیا گیا لیکن ان لوگون نے بحر احمر[1] کو عبور کرکے شاہ ابی سینا[2] کے دربار مین جاکر پناہ لی۔ مظلوم مسلمانون کی یہ پہلی ہجرت تھی۔ قریشون نے اپنا ظلم بشدت جاری رکھا اور ایک جماعت ۸۳ مسلمانونکی ابی سینا مین جاکر سکونت گزین ہوئی۔ قریشیون نے ابی سینا کے دربار مین ایک ایلچی بھیجا تاکہ اون فراریون کو واپس بلاکر سزا دیجائے لیکن بادشاہ نے ان لوگونکے دینے سے انکار کیا۔ دو برس بعد قریشیون نے

[1] عرب و افریقیہ کے درمیان حد فاصل ہے۔ طول چودہ ۱۴۰۰ ہزار میل۔ عرض دو سو تیس ۲۳۰ میل۔

[2] عرب والے اسکو حبش کہتے ہین یہ ملک پہلے پرتگال والون کو معلوم ہوا۔ اس ملک مین اپریل سے ستمبر تک بارش ہوتی ہے۔ ۱۲

ایک معاندانہ سازش کی کہ مسلمانون اور اونکے معاونین کے ساتھ جملہ تعلقات موقوف کردئے جائین اور اُن لوگون کو تخویف و تعدی کے ساتھ شہر چھوڑنے پر مجبور کیا۔ تین برس تک اُن لوگون نے معہ پیغمبر صاحب و قبیلہ بنی ہاشم کے ابوطالب کے مکان مین اپنے کو محصور رکھا جہان وقتاً فوقتاً اوںھون نے غذا کی قلت سے تکلیف برداشت کی۔ اس عہد نامہ افتراقی پر نہایت سرگرمی سے عملدرآمد ہوا اور تھوڑے دن تک اُن لوگون کے ساتھ دنیاوی کاروبار سے بالکل قطع تعلق کرلیا گیا۔ اُس ملکی و تمدنی فرمان کی یہ شرطین تھین کہ متذکرہ بالا مسلمانون سے رسم تزویج نرکھی جاے نہ اونسے خرید و فروخت کیجاتے گویا کہ اونکے ساتھ کلیتہً جملہ تعلقات مسدود کردئے جائین اوس متبرک مہینے مین جبکہ سب لوگ مذہبی طور پر ظلم و تعدی سے احتراز کرتے تھے محمدؐ صاحب اپنے گوشۂ عزلت سے باہر نکلتے تھے اور بہ شمول حجاج مکہ وہان جاکر ترک بُت پرستی اور عبادت خداے واحد برحق کی تلقین و ہدایت کرتے تھے۔

شیب ابوطالب کوہ ابوقبیس کی چٹان کے نیچے تھا اور ایک پوشیدہ دروازہ تھا جو مسلمانون کو بیرونی مقام سے علیحدہ کئے ہوئے تھا۔ وہان اُن لوگون کو وہ کل تکلیف برداشت کرنی پڑین جو ایک محصور فوج کو ہوتی ہے۔ شہر کے بیرونی لوگ اوس کے اندر نیم جان بچون کی آواز سنتے تھے لیکن اگر وہ خواہش بھی کرتے تو اونکی مدد کرنے سے

مجبور تھے۔ ایک طرف تو یہ تکلیف اور دوسری طرف یہ ظلم گویا یہ دونوں حالتیں تقریباً
تین برس تک جاری رہیں کہ قبائل قریش کے بیچ سرداروں نے اس سازش سے علیحدہ
ہوکر عہدنامہ سابق سے پیمان شکنی کی اور مقید مسلمانوں کو رہا کیا۔ یہ دسوان سال تھا
جس وقت کہ محمد صاحب نے ہدایت شروع کی تھی۔

اسی اثنا میں محمد صاحب کے معزز و محافظ چچا ابوطالب نے انتقال کیا جسکے سبب سے
پھر وہ مصیبت میں پڑ گئے اور مظالم ابوسفیان و ابوجہل کے آماجگاہ ہو گئے۔ اس باغی شہر
میں انکی تعداد بہت کم تھی اور یہ لوگ کسی طرح وہاں کے سرداروں سے ہمسری نہیں کر سکتے
تھے۔ اس نکتہ چینی کے زمانہ میں محمد صاحب نے یا تو مکہ میں رہنا نامناسب خیال کیا یا اس
امید سے کہ کسی دوسری جگہ انکی رسالت کی زیادہ تر مقبولیت ہوگی طائف کو چلے گئے
جو بنی ثقیف کا ایک قصبہ اور بت پرستی کا ایک تیرتھ ہے وہان ایک سنگی مورت اللات نامی گران
قیمت لباس اور بیش بہا جواہرات سے آراستہ و پیراستہ رکھی ہوئی تھی اور اوس کی
پرستش اس طریقے سے کی جاتی تھی کہ گویا خدا کی لڑکیوں میں سے وہ ایک لڑکی تھی۔
یہاں پیغمبر صاحب نے ان لوگوں کو ہدایت شروع کی جو گوش ناشنوا رکھتے تھے اور
نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ وہاں کے خاص لوگ انکے ساتھ تضحیک و تذلیل سے پیش آتے اور پھر
یہ امر عوام الناس میں پھیل گیا۔ یہ اس قصبہ سے انواع و اقسام کی ذلتوں کے ساتھ

نکال دیے گئے - نہایت سختی سے انکی زدوکوب ہوئی اور مجروح کیے گئے یہ سوقت کیسا
تک مین واپس نہ آسکے جب تک عباس ہاشم کے سردار معظم نے انکی حفاظت نہین کی -
سالانہ حج مین پرستش کرنے والونکے ایک چھوٹی جماعت جو مدینہ سے آئی تھی محمد صاحب کی
ہدایت کی طرف راغب ہوئی اور اسلام قبول کیا اس سال مین انکی تعداد مین بارہ تک اضافہ
ہوا - من بعد ان لوگون نے محمد صاحب سے ملاقات کرکے فرمانبرداری کا حلف اوٹھایا
اور ایک ہدایت کنندہ مدینہ جانے کے واسطے مقرر کیا گیا جہان یہ جدید مذہب ایک
حیرت انگیز تیزی کے ساتھ پھیل گیا - جب حج کا دوسرا موقع آیا تو مدینہ کے ستر نومریدین
نے ضمانت کی کہ وہ لوگ محمدؐ صاحب کی پیشوائی اور حفاظت اپنی جان و مال سے کرینگے
یہ سب کارروائی خفیہ طور پر کی گئی - لیکن جب قریش نے سنا تو اونھون نے اپنے مظالم
مین زیادتی کے ساتھ سختی شروع کی یہانتک کہ بعض مسلمان قید کیے گئے -
محمدؐ صاحب کو قریشون کے تعصب سے سخت تکلیف ہوئی اور یہ دیکھ کر کہ ان لوگون نے
مستقل ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے قبیلہ مین سچے مذہب کی ہدایت ہم کو نکرنے دین اپنی عافیت
و حفاظت کے واسطے دوسری سرزمین سے امیدوار ہوتے - اونھون نے باشندگان
مدینہ سے اپنی آمد و حفاظت کی خواستگاری کی اور ان لوگون نے وعدہ کیا کہ جسطرح
ہم لوگ اپنے عیال و اطفال کی حفاظت کرتے ہین اوسیطرح انکو بھی محفوظ رکھینگے

یہ فرض کی ہے کہ اس وقت کے حالات مروجہ کو نہایت حزم و احتیاط سے پیش نظر رکھنا
چاہیے کیونکہ ان واقعات سے مسلمانوں کی اخیرکارروائی بخوبی تصریح ہو جاتی ہے
مدینہ کے نو مسلمین سے جنکے افعال باوجودیکہ حضرت رسالت مآب سے قریشیوں کو شبہ ہوا
اور جتنے لوگ مکہ میں تھے اونکو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی - وہ ایک نو مسلم کر
ساتھ جو الفتہ تھا اونکے ہاتھ آگیا نہایت بیرحمی سے پیش آئے اور ظالمانہ کارروائی
بڑی نہایت شدت سے شروع ہو گئی -

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد میں حسب ذیل عبارت لکھتے ہیں -

" نو مسلمین مدینہ کی امداد اور ارادہ جلاوطنی کے شبہ نے قریشیوں کے غضب کو
اور بھی مشتعل کر دیا اور اس ظلم کا نتیجہ ہوا کہ مسلمان لوگ مجبور ہوئے کہ وہ محمد صاحب
سے جلاوطنی کی اجازت حاصل کریں - دو وجوہ باہم متضاد واقع ہو گئے - مظالم
قریش کے سبب سے تو نو مسلمین کو ہجرت کی تعجیل تھی اور ادھر جابجا ہجرت سے قریشیوں کی
بیرحمی میں زیادہ تر اشتعال پیدا ہوتا تھا "

متقدین کی ہجرت کے دو مہینے قبل (بجز ان لوگوں کے جو مقید ہو گئے تھے یا
غلامی سے آزادی نہ حاصل کر سکے اور بچوں و عورتوں کے) متعدد قبائل و خاندان
یکے بعد دیگرے خفیہ طور سے ہجرت کر گئے و جلاوطن ہو گئے یہانتک کہ شہر کے دو ایک

محلے بالکل ویران ہوگئے۔ قریشون نے ایک مجلس شوریٰ منعقد کی اور اسمین محمد صاحب کو غیر مستحق حفاظت قانونی ٹھہرایا۔ وہ اپنے وفادار دوست و مقلد ابو بکرؓ کے ساتھ شہر سے بھاگے اور قریشون نے اونکا تعاقب کیا اور یہ اعلان کیا کہ اگر وہ گرفتار ہوگئے تو فوراً قتل کئے جائینگے وہ معہ ابو بکرؓ کے تین دن تک غار مین چھپے رہے اور پھر وہان سے مدینہ کی طرف کوچ کیا۔

۲ باوجود محمد صاحب کی ہجرت اور اونکے مقلدین کی جلاوطنی کے قریشون کا بغض و عناد ان لوگون کے ساتھ زیادہ ہی ہوتا گیا۔ بعض مسلمان جو اپنے اہل و عیال کو مجبوراً مکہ مین چھوڑ گئے تھے اور وہ لوگ جو نومسلم تھے اور بوجہ علالت و ضعف کے تارک الوطن ہونے کے قابل نہ تھے اونکے ساتھ بھی نہایت بیدردی و بیرحمی سے بدسلوکیان کی گئین۔ وہ لوگ اپنے مکانون سے باہر کوچون مین نکال دئے گئے۔ مکہ والون نے مملکت مدینہ پر چند بار یورش کی اور قبل اس کے کہ مسلمانون کے ساتھ کوئی جنگ واقع ہو وہ لوگ اس مصمم ارادہ سے لڑائی پر تیار ہوئے کہ مسلمانون کو بالکل نیست و نابود کردینا چاہتے۔ ان کل امور کا فطرتی و ناگزیر نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان حفاظت خود اختیاری کی غرض سے سامان حرب کی جانب رجوع ہونے پر مجبور ہوئے۔

مولوی چراغ علی صاحب رقمطراز ہین۔۔۔ ” مسلمانون کے لئے کافی وجوہ تھے

کردہ اوذا رسانی کا روائی اختیار کرتے کیونکہ وہ اپنے اہل و عیال و نیز ان لوگوں کی
حفاظت کے خواستگار تھے جو اون کے ساتھ مکہ والوں کے ظلم و تشدد کے سبب سے
ہجرت کرنے کے لایق نہ تھے لیکن اونھوں نے کسی موقع پر اپنے کو بانی فساد نہیں ثابت کیا
آوارہ و خانماں برباد ہو کر بھی ان لوگوں نے اسوقت تک آلات حرب کی طرف رجوع نہیں
کیا جب تک کہ حفاظت خود اختیاری کے واسطے کلیۃً مجبور نہیں ہوتے۔
اسوقت مین ان دونوں فریق کے درمیان خلش پیدا کرنے والا اور معاملات کا پیچیدہ
بنانے والا ایک دوسرا آلہ بھی تھا یعنی مبالغہ آمیز قصے متعلق بہ ارادہ قریش مکہ سے
مدینہ پہونچتے تھے اور اسی طرح سے مکہ والوں کو متواتر مدینہ کے مسلمانوں کی افواہی خبریں
ملتی تھین کہ وہ لوگ جنگ کی تیاریاں کر رہے ہین۔ چونکہ قریشی مسلمانوں کی قلت تعداد
سے واقف تھے اسوجہ سے اونکا غیظ و غضب اور بھی زیادہ ہوتا تھا لیکن اگر پیغمبر صاحب
کے معتقدین کی تعداد بکثرت ہوتی تو یہ امر نہ ہوتا۔
محمد صاحب اور اونکے معتقدین کی یہ خواہش نہین تھی کہ جنگ کی تیاری کیجاتے وہ صلح کو
کل چیزوں پر مقدم رکھتے تھے وہ اپنے لئے اور اپنے ارادتمندوں کے واسطے
یہی چاہتے تھے کہ نقل و حمل کی پوری آزادی رہے اور مذہبی اعمال و ہدایت مین اونکے
ساتھ کوئی مزاحمت نکیجاتے۔ مکہ والوں نے اس سے انکار کیا اور تب اونھوں نے

اپنے معتقدین کو صلاح دی کہ وہ لوگ شہر کو چھوڑ دیں اور کوئی دوسری جگہ امن کی تلاش کریں ہجرت کے بعد قریشوں کی عداوت محمد صاحب اور اونکے معتقدین سے بہ نسبت پہلے کے زیادہ ہوگئی۔ قرص ابوجابر جو قزاقانِ قریش کا سردار تھا ایک مرتبہ مدینہ والوں کے اونٹوں پر جبکہ وہ میدان میں شہر سے چند میل کے فاصلہ پر چر رہے تھے حملہ آور ہوا اور لیگیا اسی قسم کے متعدد ہنگامے ان لوگوں نے کئے لیکن مسلمانوں کی طرف سے اسوقت تک اپنے فوائد کے انتقام و حفاظت کی کوئی کوشش نہیں کی گئی جب تک کہ قریشوں نے ۹۵۰ سپاہیوں کی فوج ہمراہ لیکر جسمیں سات سو شتر سوار اور سو اسپ سوار تھے مکہ سے کوچ کر کے جانب مدینہ پیشقدمی نہیں کی اور مدینہ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ وہ لوگ حملہ مسلمانوں کے قتل کے واسطے آتے ہیں۔ بلحاظ اونکی سابق کی ظالمانہ کارروائیوں کے یہ قصہ ممکن الوقوع معلوم ہوا اور تین سو پانچ آدمی اونکی پیشقدمی کے انسداد کے واسطے روانہ کئے گئے دونوں فوجوں کا بمقام بدر مکہ سے نو منزل کے فاصلہ پر مقابلہ ہوا اور ایک مختصر لیکن خوفناک جنگ ہوئی جسمیں قریشوں نے شکست کھائی۔ دونوں فریق کے درمیان یہ پہلی لڑائی تھی اسکے پہلے محمد صاحب ہمیشہ اپنے معتقدین کو مجبور کرتے رہے کہ وہ لوگ ایذایاں مکہ کی جفاؤں کو تحمل سے برداشت کریں اور اونکی ایذارسانی سے باز رہیں۔ لیکن جب قریشی نو سو پچاس سپاہیوں کی فوج کے ساتھ مدینہ کی جانب کوچ کرتے نظر آتے تو اس موقع پر دو سوال پیدا

ہو گئے - یا تو حفاظت خود اختیاری کیجائے یا قتل ہونا منظور کیا جائے اونہون نے اول الذکر کو اختیار کیا اور یقین کیا کہ خدا نے اونکی قلیل جماعت کو دشمنون پر فتحیابی کی قوت عطا کی - جنگ بدر کے بعد مسلمانون کو یہ امید ہوئی کہ مکہ والون کو شکست دینے سے اب تھوڑے دن تک امن کے ساتھ بسر ہوگی لیکن ابوسفیان نے جو قریشیون کا سردار تھا دو سو سوار لیکر اتفاقیہ ناگہانی طور پر حملہ کر کے اونکی زراعت و باغات کو جو شہر سے جانب شمال مشرق واقع تھے پامال برباد کردیا اور محمد صاحب مدینہ والون کو اندیشہ و پریشانی مین ڈالدیا سلیم و غطفان کے خانہ بدوش طایفون نے جو قریشیون کے ہم نسل تھے غالباً انکی تحریک سے یا کم سے کم ابوسفیان کی دیکھا دیکھی دو مرتبہ مجتمع ہوکر مدینہ پر غارت کنان حملہ کیا اور یہ حرکت اونکی عادات قزاقی کے بالکل مطابق تھی -

دوسری مرتبہ قریشیون نے مدینہ پر حملہ کرنے کے واسطے بڑی تیاریان کین اور جنگ بدر کے ایک سال بعد وہ لوگ مع تین ہزار فوج کے جسمین سات سو زرہ پوش سپاہی اور دو سو عمدہ سوار تھے شہر مدینہ کی جانب کوچ کیا - مدینہ پہونچنے سے پہلے ان لوگون نے ایک وسیع اور سرسبز میدان مین جو احد کے جانب مغرب واقع ہے اپنے خیمے نصب کئے - مسلمانون نے سات سو سپاہیون اور دو سو سوارون کے ہمراہ مقابلہ کیا اور شکست دی - یہ شکست اونکے لئے امید سے زیادہ باعث مصیبت ثابت ہوئی کیونکہ بدوئون کی ایک کثیر تعداد اونکی دشمنی پر

آمادہ ہو گئی - بنی اسد کا ایک طاقتور قبیلہ قریشونکے ساتھ تجارت میں شامل ہو گیا اور حوالی مکہ کے بنی طلیان مدینہ پر حملہ کے واسطے تیار ہو گئے - سبب سے محمدی داعظین جو ہدایت اصول مذہب اسلام کے واسطے باہر گئے ہوئے تھے قتل کئے گئے - وسعہ کے گروہ قزاقان نے بھی شہر پر حملہ کی دہمکی دی اور بنی مصطلق نے قریش کے مجوزہ حملہ مین شریک ہونے کے واسطے فوج تیار کی -

ابو سفیان نے جبکہ میدان احد سے واپس جارہا تھا مسلمانون کو ایک جدید حملہ کی تخویف کی اور عمرؓ سے کہا کہ ہم لوگ بدر مین پھر ملینگے ایک سال گزرنے دو -

قریشون نے موسم سرما آیندہ لڑائی کے واسطے پسند کیا اور بدوٴن کی فوج ملا کر دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ اونہون نے مسلمانون سے مقابلہ کے واسطے مدینہ کی جانب کوچ کیا - اور اُس شہر کا محاصرہ کر لیا - مسلمانون نے شہر کے چارونطرف خندق کھود کر اوسکی حفاظت کی اور اوسی مین اپنی مورچہ بندی کی - اوسوقت مین ابو سفیان کو قبیلہ قریظہ کے یہودیونکے بہکانے مین کامیابی ہوئی کہ وہ لوگ محمد صاحب کی اطاعت سے منکر ہو جائین اور اسطرح سے گویا اونسے مسلمانون کی قوت کو کمزور کیا - قریشون نے ایک مجموعی حملہ کیا اور ہزیمت کہائی - ناقص موسم شروع ہو گیا اور مکہ والے ہمت ہار گئے - اسوجہ سے ابو سفیان نے اون لوگون کو مکہ واپس جانے کا حکم دیا - یہ اخیر

لڑائی مسلمانوں اور قریشیوں کے درمیان ہوئی۔
مکّے سے نکلے ہوئے محمد صاحب کو چھ برس گزر گئے تھے اور اس عرصہ مین نہ تو اونھون نے
اور نہ اونکے مقلدین نے کعبہ کی زیارت کی جو اسوقت مین بھی ایک متبرک معبد سمجھا جاتا
تھا۔ اور نہ وہ لوگ سالانہ حج مین شریک ہوئے تھے جو اونکی تمدنی و مذہبی زندگی کا
ایک جزو اعظم تھا۔ پس اونھون نے یہ قطعی ارادہ کیا کہ ذیقعدہ کے مہینے مین مکہ
جاکر چھوٹا حج کیا جائے کیونکہ اس مہینے مین ملک عرب مین جنگ ناجائز تھی۔
پندرہ سو دیندار و صالح عبادت گزارون کو لیکر وہ مکہ روانہ ہوئے۔ اور بجز اوس سلحہ
کے جو مسافرون کے واسطے ضروری ہے یعنی تلوار نیام کردہ اور کچھ اُن لوگون کے پاس
نہ تھا۔ قریشی حاجیون کی آمد سنکر اور اونکے مقصد کی بابت غلط فہمی کرکے معہ اپنے
رفیقون و گرد و نواح کے قبیلون کے فوراً مسلح ہوگئے اور سفر کرنے والی جماعت کی مزاحمت
کو روانہ ہوئے۔ اُن لوگون سے حدیبیہ مین ملاقات ہوئی اور اصل غرض ظاہر ہوئی
اور ایک صلحنامہ باتفاق رائے فریقین مرتب کیا گیا کہ دس برس تک جملہ مخاصمت
ملتوی کیجائے۔ ہر فریق نے ذمہ داری کی کہ اس عرصہ مین ایک دوسرے پر حملہ
کرنے سے باز رہین گے۔ جو شخص مسلمانون کی شرکت چاہے اوس کو اس کام کی پوری
آزادی حاصل رہے۔ عہدنامہ کی مندرجہ ذیل شرائط اور بھی تھین۔

"اگر کوئی شخص بلا اجازت اپنے ولی کے محمدؐ صاحب کے پاس جاتے تو وہ اوس کو ولی کے پاس واپس بھیجا دیں۔ لیکن اگر کوئی شخص محمدؐ صاحب کے مقلدین میں سے قریش کے پاس جاتے تو وہ واپس نکیا جاتے گا۔ محمدؐ صاحب اور اونکے مقلدین اس سال واپس جائینگا اور ہمارے شہر میں داخل نہون۔ آئندہ سال میں وہ مع اپنے مقلدین کے تین دن تک مکہ کی زیارت کر سکتے ہیں جبکہ ہم لوگ وہان سے واپس ہو جائینگے۔ لیکن وہ لوگ وہان مع اسلحہ کے نہین داخل ہو سکتے بجز اسکے کہ جو مسافرون کو ضروری ہے یعنی نیام کردہ تلوار" یہ عہد نامہ اسوقت تک قائم رہا جبتک قریشون نے پیمان شکنی نہین کی اور جب مسلمانون کو فریب سے قتل نہین کر ڈالا۔ محمد صاحب نے جو جمعیت واعظین بھیجی اوسکو بالکل ناکامی ہوئی کیونکہ جو لوگ اس مین شامل ہوئے وہ قتل کئے گئے۔ ایک جماعت بنی سلیم کے پاس اشاعت مقالات اسلام کے واسطے بھیجی گئی اور وہ قتل کر گئی اور یہی حال اس گروہ کا بھی ہوا جو بنی لیث کے پاس بھیجا گیا۔ ایک گروہ فدک کی جانب بھیجا گیا اور بنی مرا نے ان لوگون کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ دوسری جماعت ذات عطا کی طرف دعوت اسلام کے واسطے بھیجی گئی اوس مین ہر شخص قتل کر ڈالا گیا صرف ایک آدمی نے بھاگ کر جان بچائی۔ چونکہ ان جرائم کی کوئی سزا نہین دی گئی اسوجہ سے قریشون کو عہد نامہ سے انحراف کی زیادہ ترجرات ہو گئی۔ ہجرت کے آٹھوین سال مین محمدؐ صاحب نے

اُن لوگون کے مقابلے اور مظلومین بنی خزاعہ کی حفاظت کے واسطے و مکہ والون سے اونکی عہد شکنی کا جواب لینے کی غرض سے کوچ کیا - قریشیون نے مسلمانون کو آتے دیکھکر فوراً شہر اونکے حوالے کر دیا - محمد صاحب اسلامی فوج کے سردار بنکر مکہ مین داخل ہوئے یہ امر قابل یادداشت ہے کہ نہ تو ایک قطرہ خون کا گرایا گیا نہ کوئی مکان لوٹا گیا اور نہ کوئی عورت بے حرمت کی گئی - باوجودیکہ یہ وہی شہر تھا جہان محمد صاحب پر نہایت بیرحمی سے ظلم کیا گیا تھا اور وہ بے خانمان و مفلس بناکر ایک فراری کی طرح نکال دئے گئے تھے اگر اونکو انتقام کی خواہش ہوتی تو یہ موقع بہت اچھا تھا لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے حلیم عفو کرنے والے اور برادرانہ محبت رکھنے والے تھے کہ جمہور اہالیان مکہ اونکے مقلدین مین شامل ہو گئے - اسطرح وہ عملی طور پر مکہ و مدینہ دونون کے حکمران ہو گئے لیکن اونھون نے مدینہ مین سکونت جاری رکھی -

واقعات متذکرہ بالا سے خبر کی صحت کی تصدیق مسیحی مورخین بھی اسی طرح کرتے ہین جسطرح اسلامی مورخین - معلوم ہوا ہوگا کہ قریشیون کے ساتھ مسلمانون کی لڑائیان محض اپنی حفاظت کے واسطے تھین درانحالیکہ اول الذکر حملہ کنندہ تھے -

گبن[1] لکھتا ہے " قدرت کے قانون مین ہر شخص اپنی ذات و ملکیت کی حفاظت کا مجاز ہے

---

[1] اڈورڈ گبن - ایک مشہور و معروف مورخ ہے - آکسفورڈ کے میگڈالن کالج مین تعلیم پائی تھی ۱۷۵۳ء مین اوسنے رومن کیتھولک چرچ کا عقیدہ اختیار کیا لیکن اٹھارہ مہینے بعد پھر پروٹسٹنٹ ہو گیا - گریک - فرینچ اور لیٹن یہ تین زبانین اوسنے نہایت قابلیت سے حاصل کین - عنفوان شباب مین ایک پادری کی لڑکی سے اوسکو عشق ہوا - لیکن والدین کی ناراضمندی کے سبب سے شادی نہو سکی - گبن نے پھر اپنی شادی نہین کی ۱۷۷۶ء مین اوسکی مشہور تاریخ ادبار و تنزل روم کا پہلا حصہ شائع ہوا اور اوسکے بعد بقیہ حصص شائع ہوئے - ولادت ۱۷۳۷ء وفات ۱۷۹۴ء - (مترجم)

اسلحہ رکھتا ہے - اپنے دشمنون کو دفع کرسکتا ہے یا اونکی تعدی کا بدلا لے سکتا ہے اور اپنے انتقام و معاوضہ کو ایک مناسب حد تک وسیع کرسکتا ہے - عربونکی آزاد سوسائٹی مین رعایا اور شہرون کے قرائش نے ایک کمزور مزاحمت کی اور محمد صاحب کو اونکے ہموطنونکی نااتفاقی نے اسوقت مین محروم و جلاوطن کیا جسوقت مین کہ وہ اپنے خیراندیش و صلح آمیز رسالتکا عملدرآمد کررہے تھے -"

گبن نے اپنے اصول کے مطابق جو نتیجہ مستخرج کیا ہے یقیناً اس کو ہر شخص تسلیم کریگا - ابتدا مین مسلمانون کو مکہ مین نہ تو آزادی حاصل تھی اور نہ اونکو امن ملتا تھا - وہ مذہبی آزادی سے بھی محروم کئے گئے باوجودیکہ وہ لوگ اپنی جماعت کے مسکین و بیگناہ اشخاص تھے علاوہ اس کے وہ اپنے مسکن سے خارج کئے گئے اور بعض مواقع پر اونھون نے اپنے عیال و جائداد کو ظالمون کے ہاتھ مین چھوڑدیا - مکہ مین واپس آنے سے باز رکھے گئے - متبرک معبد مین داخل ہونے سے ممنوع کئے گئے مدینہ تک اونکا تعاقب ہوا جہان اہالیان مکہ نے اونپر حملہ کیا - مسلمانونکے ساتھ قریشیون کا جبر و ظلم مذہبی بنیاد پر تھا - وہ معتقدین کو اسکی اجازت نہین دینی چاہتے تھے کہ وہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے انکار کرین اور اسلام قبول کرین - اونھین ایسی سختی و بیدردی سے تعصب تھا کہ اونھون نے بعض نو معتقدین کو اذیت و عقوبت مین رکھا تاکہ ان لوگون کو پھر مرتد و بت پرست

ہونے پہ مجبور کریں۔

مسلمانوں کو بھی حق حاصل تھا کہ وہ مکہ والوں کے مغصوبہ حصے کا انسداد کریں اور اسلحہ کے ذریعے سے اپنے کو برقرار رکھیں تاکہ ان کو بھی آزادی حاصل ہو جائے اور اپنے مذہب کے ارکان ادا کر سکیں۔

جیسا کہ بعض متعصب کاذب مصنفین نے لکھا ہے اسکی کوئی مثال اسلامی تاریخ میں بزمانہ حیات محمد صاحب نہیں ملتی کہ مسلمان انتقام کے واسطے لڑے ہوں یا اپنے مذہب کو بزور شمشیر رائج کرنا چاہا ہو کسی کاروان کو جو مدینہ کی سمت سے گذرا ہو لوٹ لیا ہو۔ مسلمانوں کو اس وجہ سے لڑنے کی اجازت دی گئی کہ ان سے مقابلہ کیا جاتا تھا اور پہلے ان پر حملہ ہوتا تھا۔ ان پر تشدد کیا گیا تھا اور بلا کسی جائز سبب کے جلا وطن کردیئے گئے تھے۔ مدینہ کے لوگ صرف محمد صاحب کی حفاظت کے ضامن ہوتے تھے کہ ان کو دشمنوں کے حملے سے محفوظ رکھیں گے اور یہ خیال بالکل مہمل ہے کہ مدینہ والوں نے ان کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ قریشوں کے ان کاروانوں کو جا کر غارت کریں جو مدینہ کے سمت سے گزریں۔

سر سید احمد خان بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی رقمطراز ہیں۔ "یہ بیان کہ تلوار مشرکین کیا اسلام کے واسطے ناگزیر تھی ان الزامات میں سے ایک بڑا الزام ہے جو بالکل باطل

طور سے دیگر مذاہب والے اس مذہب پر عائد کرتے ہین اور یہ بیان الزام لگانے والون کی تمامتر جہالت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسلام جن امور کی ہدایت کرتا ہے اونکے واسطے قلبی اور صدق دل سے اعتقاد چاہتا ہے اور وہ ایسا خالص عقیدہ ہوتا ہے جو بظلم و تشدد نہین حاصل ہو سکتا۔ صاحب امتیاز ناظرین کو اس امر کے غور کرنے مین ناکامی نہوگی کہ یہ الزام اسلامی مذہب کے اُصول ہادی سے تمامتر مخالف ہے۔ کیونکہ حتی الامکان ایک واضح عبارت مین اسکی تصریح کی گئی ہے۔ "لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی" جس اصول پر حضرت موسیٰ کو تلوار کے استعمال کی اجازت دی گئی تھی کہ بلا استثنائی شخص واحد کل مشرکین و ملحدین نیست و نابود کردئے جائین اوسکی مطابقت کسی طرح اسلام کے ساتھ نہین ہو سکتی۔ محمدی لوگون نے اوسواسطے تلوار نہین پکڑی تھی کہ ملحدین و مشرکین کو قتل کرین یا نوک شمشیر سے لوگون کو مسلمان ہونے پر مجبور کرین۔ بلکہ اوسواسطے تلوار ہاتھ مین لی تھی کہ جاودانی حقیقت اور خدا کی وحدانیت کو تمامی کرۂ ارض پر شائع کرین۔ اسلام مین یہ بہت عمدہ اور نہایت قابل تحسین فعل ہے کہ اُس خدائے واحد کے وجود کی جو نظرون سے نہان ہے ہدایت و اشاعت کرین۔ یہ نہایت مشکل سے امید کی جا سکتی تھی کہ ملحدین کے ملکون مین اُن مسلمانون کی حفاظت کا کوئی کافی بندوبست ہو سکیگا جو عبادت خدائے واحد کی علانیہ طور پر تعلیم و ہدایت و ترغیب دیتے ہین۔ اور تب اُس

وقت تلوار کی جانب توجہ مبذول کی جاتی تھی تاکہ اسلامی قوت کی ترجیح قایم رہے اور ان مسلمانوں کے واسطے حفظ و امن برقرار رہے جو اپنے خوشگوار مذہب کے اصول کی ہدایت کے واسطے منتخب کیے جاتے اور یہ لوگ آرام سے ان ملکوں میں اسیطرح ساتھ بسر کریں کہ انکے طرز زندگی اور اطوار سے منکرین سبق حاصل کریں تاکہ مسلمان امن سے زندگی بسر کریں اور صرف برحق خداے واحد کی عبادت کا طریقہ تعلیم کریں مندرجہ ذیل تین صورتون میں سے ایک صورت سے حاصل ہوسکتا تھا - اول تو یہ کہ اسلامی مذہب کا اختیار ہو - دوسرے یہ کہ عہد و پیمان کے ذریعے سے امن و امان قایم رہے اور تیسری صورت فتح کے ذریعہ سے تھی - پس جبوقت امر مطلوبہ حاصل ہوجاتا فوراً تلوار نیام مین رکھ لیجاتی تھی اگر امن و آسایش اخیر کے کسی دو طریق متذکرہ بالا سے قایم ہوجاتی تھی تو کوئی فریق ایک دوسرے کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتا تھا اور ہر شخص کو اپنے جملہ مذہبی آئین و رسوم کے ادا کرنے کی گو وہ کسی قسم کے ہون بلا کسی تعرض کے آزادی تھی "

جو لوگ یہ یقین کرتے ہین کہ مسلمانون نے بیرحمی سنگدلی اور تعصب سے خونریزی کی اونکو چاہیے کہ محمد صاحب اور اونکے خلفاء کے زمانہ مین عرب کے حالات مروجہ پر غور کرین اور تامل کے ساتھ ان تاریخی واقعات پر جو صحیح و معتبر ہین اور محمد صاحب کے

اونکے مقلدین کے قدیم کردہ وضع کے مطابق مین غوض کرین۔

تھامس کارلائل[1] اپنی کتاب مین نہایت وضاحت سے مندرجہ ذیل عبارت لکھتے مین۔

"قوم عرب کے واسطے اسلام کا ظہور ایسا تھا کہ گویا ظلمت مین ایک شعاع متجلی ہوگیا۔ ملک عرب پہلے اسی کے ذریعے سے زندہ ہوا۔ ایک بے حقیقت قوم شبان جو خلقت دنیا سے لیکر اسوقت تک بیابانون مین آوارہ گرد پھرتی تھی اور کسی کو اوسکی جانب توجہ نہ تھی۔ اونکے پاس ایک بہادر پیغمبر ایک ایسے پیغام کے ساتھ بھیجا گیا جسپر ان لوگون نے اعتقاد کیا۔ دیکھو وہی قوم جسکی طرف کسی کو بھی توجہ نہ تھی اب تمام دنیا کی نگاہین اوسی کی جانب ہین وہی چھوٹی قوم ترقی کرکے عظیم الشان ہوگئی ہی۔ ملک عرب ایک سمت مین گرنیڈا[2] تک ہی اور دوسری سمت مین دہلی تک وہ اپنی عظمت وجلالت کی جھلک دکھلا رہا ہی۔ ملک عرب مدت دراز سے اپنی روشنی تمامی قطعہ دنیا مین پھیلا رہا ہے اعتقاد مین ایک جان بخش قوت ہوتی ہی قومی تاریخ اوسیقدر جلد بارآور و روح افزا ہوجاتی ہی جسقدر جلد وہ اعتقاد کرلیتی ہی۔ وہ اعرابی۔ وہ جوانمرد محمد صلعم۔ اور صرف ایک صدی۔ کیا یہ مثل ایسی چنگاری کے نہین ہے جو زمین پر گرکے بالکل خاک سیاہ و ناقابل لحاظ ہوجاتی ہی"

---

۱ تھامس کارلائل۔ اونیسوین صدی مین ایک مشہور و معروف مصنف گذرا ہی۔ پیدائش مقام اسکاٹلینڈ ۱۷۹۵ء موت ۱۸۸۱ء۔ ۲ گرنیڈا اسپین کے دکن جانب ایک شہر ہی۔ آٹھوین صدی مین اسکی بنیاد ہوئی اور تیرہوین صدی مین یہ دار السلطنت قرار پایا اوسوقت مین یہ ایسا وسیع اور دولتمند شہر تھا کہ اسکی مردم شماری چار لاکھ کی تھی۔

لیکن واد دیکھو اس چنگاری نے اپنے مین ... دکی وسعت پیدا کی۔ آسمان کی بلندی تک مشتعل ہو گئی اور وہان سے گر کر دنیا ایک بیس گئی۔"

جان ڈیونپورٹ ایک دوسرا عیسائی قمطراز ہے۔

"یہ ان لوگون کی ایک ہیبت ناک غلطی ہے جنھون نے خیال کرلیا ہی یا ابتک خیال کرتے ہین کہ جو مذہب قرآن نے سکھلایا اوسکی اشاعت محض تلوار سے کی گئی کیونکہ غیر متعصب اشخاص اسکو فوراً تسلیم کرلینگے کہ محمد صاحب کے مذہب مین انسانی قربانی کے قصاص مین نماز و زکوۃ قایم کی گئی اور بعوض عناد و دایمی فسادات کے نفع رسانی و تمدنی نیکیان جاری کی گئین جنکے سبب سے تہذیب و شایستگی پر بہت بڑا اثر مترتب ہوا اور جو مشرقی دنیا کے واسطے ایک حقیقی برکت کا باعث تھا پس اسکو ان خونخوار ذریعون کی جنکو حضرت موسیٰ نے بیدردی و بے احتیاطی کے ساتھ استیصال بت پرستی کے واسطے استعمال کیے کچھ ضرورت نہ تھی۔"

پس یہ کیسی فضول و مہمل بات ہی کہ محض بے فائدہ طعن گستاخانہ وبیان جاہلانہ ان زبردست ذریعون پر کیے جاتین جنکو ید قدرت نے بوساطت سلسلۂ زمانہ دراز نوع انسان کے خیالات اور اصول مذہب پر اثر پہونچانے کے واسطے قایم کیا ہی اگر بانی مذہب کی ذاتی حالت نے صرف طریق مذہب پر اوسکی غیر معمولی ترقی و عروج

کی مناسبت سے لحاظ کیا جاتے تو اسمین بہت زیادہ دلچسپی ہوگی اور کسی قسم کا شبہ نہوگا
لیکن جن لوگون نے محمدی اور مسیحی حسن و قبح کو بہ تقابل تحقیق کیا ہی اور سمجھ لیا ہے اونمین
سے شاذ و نادر ایسے ہین جو اس جانچ پرتال کے بعد کسی وقت مین متحیر و شوش نہوے
ہون اور صرف اسی امر کے تسلیم کرنے پر مجبور نہین کہ محمدی مذہب بہت سے سودمند
و دانشمندانہ مقاصد پر مبنی ہی بلکہ اسکے بھی معترف ہوتے کہ وہ اپنی ایجاد مین ایک
مختتم سبیل رفاہ و بہبود کی ہے"

آٹھوان باب

امریکہ کی اسلامی انجمن

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَیَطْغٰۤى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى (پارہ سیواں سورۂ علق ۹۶)

اسقدر غلط اطلاعین متعلقہ تجویزات مسلمانان شرقی براے رواج طریق اسلامی
بمقام امریکہ مشتہر ہو چکی ہین کہ اب ان مقاصد کا بہ نسبت سابق کے زیادہ
تفصیل کے ساتھ بیان کرنا لابد ہوا—

امریکہ کی اسلامی انجمن محض تعلیمی ہے اگرچہ اسلامی واعظین جب اونکی ضرورت
ہوگی یہاں آکر ملک کے مختلف حصّون مین وعظ کہین گے۔ لیکن سردست منقد
کوششون کا یہ کام ہوگا کہ ذی فہم گروہون کو بتلایا جاتے کہ محمد صاحب کون اور
کیا تھے اور اونھون نے حقیقتاً کیا ہدایت کی۔ اور کذب غلطی کی وہ عمارت
جس کو متعصب جاہل مصنفین صدہا سال سے اسلام کے برخلاف استادہ
وتعمیر کر رہے ہین مسمار کی جاتے۔ اس کوشش کی عظمت کو اس حقیقت کے
ساتھ کوئی شخص نہین سمجھتا جتنی کہ میرے نزدیک ہے لیکن مجھے امریکہ والون
کی فراست وانصاف سے پورا بھروسہ ہے اور اونکی اس خواہش سے
بخوبی اطمینان ہے کہ وہ ہر ایک ایسے دعوی کی طرف صفائی اور طرفداری
کے التفات کرتے ہین جو اونکے سامنے ٹھیک طور پر پیش کیا جاتے۔
اسکے متعلق پہلی کارروائی یہ ہوگی کہ ایک ہفتہ وار اخبار کا بندوبست کیا جائے
جسمین اسلامی اصول و قواعد اور اوس کے متعلق مباحث بالتصریح مندرج کئے جائین
اور دنیا کے کل حصونکی مختلف خبرین و مضامین مسلمانون کے مذاق کے مطابق
شائع ہون۔ اس اخبار سے یہ امید کی جاتی ہے کہ یہ ہمارے ملک کے ذکی الطبع
گروہ اور اسلامی دنیا کے درمیان مراسلات پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہوگا۔ اس طرح

مین ہندوستان مصر اور ترکی کے فاضل آدمیون کے مضامین شایع ہونگے اور عربی و فارسی - اردو - گجراتی تصنیفات کے ترجمے مندرج ہونگے جو انگریزی مین موجود نہین ہین اور اس کا اصلی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے عربی و فارسی علوم کی تحصیل کا شوق ہوگا اور اس سے مغربی دنیا کو اسلامی تاریخ و اسلامی قوانین سے زیادہ تر عمدگی سے واقفیت ہوگی بہ نسبت اسکے کہ کسی دوسرے طریقے سے یہ معلومات حاصل کی جاتی —

علاوہ اس اخبار کے ایک لکچر روم اور کتب خانہ قایم کیا جائیگا جہان شایقین آزادی سے اسلامی علوم کی تحصیل اور ان فاضل ہندیون سے گفتگو کر سکتے ہین جنکی نیویارک مین آنے کی امید اگست یا ستمبر تک ہے - کتابون کی اشاعت کا ایک کارخانہ جاری کیا جائے گا جہان سے اسلامی کتابین اور رسالے شایع ہونگے - یہ تحریک مشرق مین بہت دنون تک معرض غور مین رہی اور یہ اوسی کامل غور و خوض کا نتیجہ ہے - گرجا کی عیسائیت کا ظاہر و صریحی ادبار اور امریکہ کے بڑے شہرونکے دانشمند و ترقی کرنے والے لوگون کا اس طریقہ سے برگشتہ ہونا اس یقین کی جرات دلاتا ہے کہ وہ زمانہ آگیا جس مین حق مذہب کی اشاعت نصف کرۂ شرقی سے لے کر نصف کرۂ غربی تک کیجائے - اس مذہب کا اسقدر اشاعت پذیر ہونا تھوڑے

شروع ہوا ہے۔ پانچ برس سے کم ہوئے کہ اس نے انگلستان میں بتدریج
ترقی شروع کی اور لیورپول میں ایک تعلیم یافتہ جماعت مسلمین کی پیدا کرلی۔ اب
اس شہر میں ایک مسجد و اسلامی مدرسہ و بورڈنگ ہاؤس ہے۔

اس میں شبہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ امریکہ میں اسکی ترقی بہ نسبت
انگلستان کے زیادہ تیزی سے ہوگی۔ انجمن اسلامیہ امریکہ کے موجد اور اس میں
ابتدا سے جوش و کمال دلچسپی حاصل کرنے والے مدینہ کے حاجی عبداللہ عرب ہیں
یہ ایک دولتمند سوداگر ہیں اور انکا کاروبار تجارت جدہ۔ بمبئی۔ کلکتہ اور سنگاپور
میں ہے اور یہ اپنے مذہبی امور میں بہت کچھ مصروف رہتے ہیں۔ یہ انسانیت کے
ایک اعلیٰ نمونہ اور زندہ مثال ہیں۔ مجھے ایسے آدمیوں سے ملنے کا بہت کم اتفاق
ہوا۔ یہ ممکن ہے کہ آدمی دولتمند اور اپنے کاروبار میں مستعد ہو اور باوجود اس کے
مثل معصوم بچہ کے اوسکے خیالات پاکیزہ ہوں اور وہ برحق خدائے واحد کے
ایک عبادت گزار ہیں۔

اگست ۱۸۹۱ء میں مینے عبداللہ کر سے جو میونسپل کونسل بمبئی کے ممبر اور ایک
اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہیں مراسلت شروع کی۔ یہ مراسلت جانبین کی آگاہی کے واسطے
شروع ہوئی اور اسکے ذریعہ سے مجھکو حاجی عبداللہ عرب سے واقفیت ہوئی جنہوں نے

مارچ ۱۹۱۲ء میں بمقام منیلا ملاقات کی اور میرے مکان پر قیام کر کے امریکہ کی اسلامی انجمن کی بابت گفتگو کی۔ اونھوں نے قطعی رائے قایم کرلی ہے کہ اپنی اس بڑی جایداد کا ایک ثلث اس کام میں صرف کرینگے اور یہ بھروسہ کیا کہ دوسرے لوگ بھی اگر آزادی سے اس میں شامل ہونگے۔ حاجی صاحب کو اسمین دہوکھا نہیں ہوا، کیونکہ دسمبر میں بمقام بمبئی ایک کمیٹی مقرر ہوئی جس میں بدرالدین عبداللہ کُر سکرٹری بنگئے اور یہ تجویز ہوئی کہ مذہب اسلام کی اشاعت کیجائے اور اس کام کے واسطے ضروری اخراجات مہیّا کئے جائیں۔ مندرجہ ذیل اصحاب اُس کمیٹی کے ممبر ہیں۔

پریسیڈنٹ } سیٹھ حاجی جان محمد یوسف اسکوایر جے۔ پی۔

وائس پریسیڈنٹ } خان بہادر قاضی شہاب الدین سی۔ آئی۔ ای۔ آنریبل مسٹر فضل بھائی وسرم اور حاجی یوسف محمد سلیمان۔

ٹرسٹی } سیٹھ حاجی جان محمد یوسف۔ آنریبل مسٹر فضل بھائی وسرم۔ حاجی یوسف محمد سلیمان۔ حاجی ہاشم بن عبداللہ صاحب نورانی۔ و حاجی ہاشم نورانی۔

سکرٹری } بدرالدین عبداللہ کُر۔ مہر علی دہرم سائی۔

ممبر } موسیٰ طاہر یاتو پانیا۔ حاجی عبدالرحمن قادیانی۔ حاجی سلیمان الیاس

حاجی آدم صدیق - ڈاڈا بھائی - موسیٰ بھائی سلیمان عبد الواحد - حاجی رحمت اللہ
حاجی داؤد - حاجی عمر جمال - مولوی عبد القادر - حاجی نور محمد ابو خالد -
احمد بھائی حبیب بھائی - کریم بھائی ابراہیم - حاجی عبد اللہ عرب - حاجی یوسف
حاجی عبد الستار -

ہندوستان و برہما کے بڑے شہروں میں ماتحت کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں - اور مصر
ترکی عرب کے واسطے انتظام در پیش ہے - یہ واقعات و حالات ناظرین کے ملاحظہ میں اس لئے
پیش کئے گئے ہیں کہ امریکہ کی اسلامی انجمن سریع الزوال نہیں ہے اور یہ کام اس طرح سے
نہیں شروع کیا گیا ہے کہ ایک یا دو سال کے اخیر تک کالعدم ہو جائے بلکہ اسکی بنیاد
بہت مستحکم ہے اور اسکے مددگار صرف پُر جوش آدمی نہیں ہیں جو صرف اپنے عقیدہ میں
اسلام کو مذہب حق سمجھتے ہیں بلکہ خواستگار ہیں اور اس قابل ہیں کہ اپنی دولت
کو آزادی سے اس غرض کے واسطے صرف کریں کہ حقانی نور نصف کرہ مغربی میں جلوہ
افروز ہو جائے اونکا مقصد تکلیف دہ نہیں بلکہ ترغیب دہ ہے کہ ان لوگوں کے واسطے
برادرانہ محبت کا داہنا ہاتھ وسیع کیا جائے جو اوسے گرفت کرنا چاہتے ہیں اور جو
لوگ عمدگی سے عرب کے الہامی پیغمبر کے تعلیم کردہ اصول کو سمجھیں گے - ✤ ✤

تقریظ رشیقہ کتاب نادرت نگار صاحبان جناب مولوی سید محمد عبد الحکیم صاحب حکیم سابق سب انسپکٹر پولیس لکھنؤ ساکن قائم گنج ضلع فرخ آباد

یہ رسالہ "اسلام" نامی مجکو آیا دیکھ رہے ہین درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے کیونکہ [illegible] حق کی غیبی تائید کا نمونہ ہے جسے ہمارے معزز ذی کمال برادر دینی مسٹر الگزنڈر رسل ویب صاحب نے اپنی عرصہ کی تحقیقات کے بعد مشرف باسلام ہو کر اپنے ہموطنون کی رہنمائی کے واسطے انگریزی مین لکھا اور شائع کیا نقش ایجاد نے اونکو وہ فصاحت و بلاغت عطا فرمائی ہے کہ اس مجموعہ ہیئت مبارکہ پر ایک طالب حق شیدا ہے۔ طرز تحریر کو وہ ڈھنگ ڈالا ہے گویا فقرہ فقرہ سونے کے مین ڈھالا ہے مصنف موصوف نے جودت طبع اتحاد سے جو گوہر شب چراغ مضامین حسنہ حروف کے دوایر کتاب کے ذریعہ سے ورق سے [illegible] ہین وہ اونکی باعظمت تحقیقات اور سچی تلاش حق کی کامل دلیلین ہین۔ مین نے اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھا واقعی احقاق حق مین مسٹر صاحب نے نہایت محنت و جدوجہد سے پتہ افتخار کیا ہے اور نہایت متانت سے پاک و مبارک اصول و عقاید متین کو بارہ مین [illegible] اس طرح کی ہے کہ فلسفیان [illegible] گو یہ مختصر بیان اختصار کے ساتھ کیا ہے باہم وحدانیت خدا۔ رسالت مصطفیٰ۔ صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ۔ جہاد۔ تعدد ازدواج کی نسبت وہ دندان شکن جواب دیے ہین کہ مخالفین حق کے دل ہی جانتے ہونگے۔ یہ مختصر تحریر ایک غیر متعصب طالب حق کیواسطے مفصل کتابین ہین

چونکہ یہ کتاب انگریزی زبان مین تھی جس سے بیشتر اہل اسلام ہند کو بوجہ دقت کے لطف میسر نہ تھا حصول مین ناکامی تھی اسلئے ہمارے ذی علم نوجوان ہمدرد قوم منشی سید محمد مرتضیٰ صاحب [illegible] ڈپٹی انسپکٹر [illegible] نے بامحاورہ اردو مین ترجمہ فرما کر قوم کو شکر گذار کیا سبحان اللہ کیا زبان و بیان ہے۔ ہر ایک فقرہ پر جان و دل قربان ہے [illegible] مترجم صاحب کو [illegible] ترجمہ مین نہایت کوشش ہے اس کتاب کے اتباع کی پوری پابندی کی ہے [illegible] محاورات پاکیزہ اور الفاظ پسندیدہ کو بھی خوب طرح دکھایا ہے۔ غرض انکی کوشش میرے بیان کی محتاج نہیں ہے لہذا اب مین اپنی تحریر کو قطعہ تاریخ ذیل پر ختم کرتا ہون۔ قطعہ

چھپ گئی وہ کتاب با توقیر مرض شرک و کفر کھونے کو	جسکے مشتاق تھے امیر و غریب ہے یہ اک نسخہ طبیب لبیب	صاف اردو زبان ایسی ہے فکر تاریخ جب ہوئی مجکو	محو حیرت ہے جس سے چشم ادیب عقل بولی کہ اے حکیم ادیب
	لکھدی تاریخ ہجری و فصلی	بزم پیغمبری عجیب و غریب	



واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد کی چھپی ہوئی ہے مہر مالک مطبع کی ثبت کی گئی۔

(محمد مشتاق احمد کاتب)

ذیل کی نادر الوقت کتابیں ایس ایم علی منیجر اخبار نیر اعظم مرادآباد سے طلب کیجیے

قرآن مجید — نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کا صحیح۔ تقطیع ایسی کہ جیب میں ... [illegible] ... چھوٹی تقطیع میں ... [illegible] ... پاک کلام کی اشاعت زیادہ مقصود ہے ... ہدیہ صرف ۱۰ ... [illegible]

جواہر الایقان فی تحقیق الایمان — فاتحہ سوم چہلم مجلس میلاد وغیرہ کا ثبوت ... [illegible] ... مسائل کے فیصلے کیے ہیں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں چھپی قیمت فی جلد ۱۳

تفریح الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب — خلفائے اربعہ کے فضائل و مناقب عشرہ مبشرہ کے محامد۔ ازواج مطہرات کے فضائل تمام اہل بیت کے ستودہ خصائل۔ حضرات حسنین کے برگزیدہ فضائل ... [illegible] ... آیات کا ترجمہ عربی دوسرا سلیس اردو ترجمہ ... [illegible] ... اس نایاب کتاب کی عمدگی ... [illegible] ... قیمت باوجود حجم بہت قلیل یعنی ...

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین — آج تک اس تذکرہ سراپا الم کے متعلق نظم و نثر جس قدر کتابیں چھپی ہیں اکثر ... [illegible] ... واقعات سے خالی ہیں ... [illegible] ... کتاب سعادت الکونین فی فضائل الحسنین چھپی ہے جس کی ہر روایت مستند حدیثوں اور تاریخ کی معتبر کتابوں سے لی گئی ہے زبان کی سلاست اور محاورات کی ... [illegible] ... کہ اس کتاب کو شائع کرنا ... [illegible] ... قیمت ... [illegible] ... صرف ۱۲

کلمات طیبات — یہ ایک ضخیم مجموعہ مکتوبات کا سلسلہ ... [illegible] ... مکتوبات کیا ہیں ... [illegible] ... کی جان مسلمانوں کے ایمان کے لئے ایک تریاق ہے اس میں حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں صاحب شہید۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے ... [illegible] ... مکتوبات کے ملفوظات اور نصائح اور وصایا اور کلمات قدسیہ وغیرہ کا ... [illegible] ... شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ضم کیا گیا ہے قیمت (۱۔ ...)

... الاسلام — یہ رسالہ ... [illegible] ... جاری ہوا تھا ... [illegible] ... جن کے مضامین کی خوبی دیکھنے سے ظاہر ہے ... [illegible] ... قیمت ۹

مظہر عرفان یعنی سوانح عمری حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ۔ یہ کتاب سلیس اردو میں ہے اس میں حضرت کے ذکر خوارق عادات ... [illegible] ... حضرت موصوف کے تمام مرشدین و مریدین کی سوانح عمریاں بھی مختصر طور پر ... [illegible] ... حضرت کی منقبت میں نہایت عمدہ نظم ہے قیمت صرف ...

ہیئت عجیب ... [illegible] ... سیدنا محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جس میں ہر سوال کا جواب آیات قرآنی سے نکلتا ہے۔ قیمت ...

جنگ اجنادین و فتح دمشق۔ یہ سلسلہ فتوحات اسلام کی دوسری جلد ہے ہر مسلمان کے رگ و پے میں غیرت اور حمیت ... [illegible] ... اس سلسلہ سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہو سکتی ... [illegible] ...

... بلال — حضرت بلال کے مشہور قصہ کو نہایت عمدگی اور خوبی سے نظم کیا ہے ... [illegible] ... قیمت ...

... البحر [illegible] ... حزب البحر جس میں دعائے حزب البحر کا ترجمہ اور اس کے پڑھنے کا طریقہ اور اس کے اشارات کا بیان ... [illegible] ... طریقہ ذکر ... [illegible] ... طریقہ مراقبہ و طریقہ آداب ... [illegible] ... شجرہ طیبہ ... [illegible] ... قیمت ...

المشتہر ایس ایم علی منیجر اخبار نیر اعظم مرادآباد